ملک المشائخ حضرت بابا فریدالدین گنجشکر قدس اللہ سرہ کے اعمال و اقوال کا مجموعہ

کل صوفی اور غیر صوفی مسلمانوں کے پاس رہنے کے لائق کتاب

جسے

سلطان الاولیا محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی

میں راحت القلوب کے نام سے ترتیب دیا تھا

اب

ملا محمد الواحدی اڈیٹر نظام المشائخ

(مترجم جاماسپ نامہ و انوار التحقیق وغیرہ) نے اسکو سلیس و بامحاورہ اردو

کا لباس پہنایا۔ اور خادم الفقرا سید منظور احمد عبادی نے مترجم موصوف کے

درویش پریس دہلی میں چھپوا کے

دفتر نظام المشائخ دہلی سے شائع کیا

قیمت فی جلد مع محصول ڈاک ۹ر بذریعہ وی۔ پی ۱۰ر

نذر

اس مناسبت کی بنا پر جو عالی جناب مولانا
سیّد محمد دیوان پاک پٹن شریف کو بابا
صاحب رحمہ سے اور سیدی خواجہ حسن نظامی
کو سلطانجی صاحب سے ہے میں یہ ترجمہ
ان ہر دو بزرگوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

عطا خود انچہ فرمودی ہمانت تحفہ آوردم
دگر خواہش افزاید مگر حسن قبول تو

محمد الواحدی دہلوی

هو الحئ   یا معین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

دیباچہ

راحتہ القلوب مشہور ملفوظ ہے جسکو حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ دہلوی نے اپنے شیخ طریقت حضرت بابا فرید الدین گنجشکرؒ کی زبان مبارک سے سُنکر جمع کیا تھا۔ اور جو طبقۂ صوفیہ میں عموماً اور سلسلۂ نظامیہ میں خصوصاً نہایت مقبول کتاب ہے +

یہ کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اور اس کا اصلی لطف فارسی ہی میں حاصل ہو سکتا ہے مگر آجکل فارسی زبان کے جاننے والے بہت کم رہ گئے ہیں۔ اُردو کا رواج بڑھتا جاتا ہے اور دینی و دنیاوی کتابیں اب اُردو ہی میں لکھی جاتی ہیں۔ نیز عربی۔ فارسی کی جس قدر کتابیں ہیں وقت کی ضرورت کا خیال کرکے لوگ اُن کے ترجمے شائع کر رہے ہیں۔

اگرچہ میں ملفوظات صوفیہ کے تراجم کا طرفدار نہیں ہوں۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ ترجمہ میں ملفوظ کی اصلی شان اور برکت و تاثیر باقی نہیں رہتی لیکن یہہ دیکھکر کہ اب ملک میں اُردو زبان کے بغیر بزرگوں کے خیالات پھیل نہیں سکتے۔ مجبوراً اپنی رائے کو بدل لیا ہے۔ اور ضروری کتب تصوف و ملفوظات صوفیہ کے ترجمے شائع کرنا چاہتا ہوں۔

حلقۂ نظام المشائخ کا یہ پہلا مقصد ہے کہ علم تصوف کی حفاظت و اشاعت کیجائے پس علم تصوف کا دورِ جدید کی نسلوں میں پھیلانا۔ بغیر اس کے ناممکن ہے کہ تصوف کی کتابیں اُردو و انگریزی میں ترجمے کرکے شائع کیجائیں لہذا سب سے پہلے راحتہ القلوب

جیسے پُرسوز و گداز ملفوظ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے ۔ ۔

میرے لیے اور تمام محبانِ تصوف کے لیے یہ معلوم کرنا باعثِ مسرت و شادمانی ہوگا کہ یہ ترجمہ ایک انگریزی خواں و انگریزی داں نوجوان نے کیا ہے جو طبقۂ مشائخ کی خدمتگزاری کے سبب گروہ صوفیہ میں معقول شہرت رکھتے ہیں اور جنہوں نے معلومات درویشی حاصل کرنے اور فقرا کی خادمی کے لیے اپنی زندگی قربان کردی ہے یعنے سیّد **محمد ارتضٰے واحدی۔ عرف ملا محمد الواحدی** جنہوں نے محض خدمت مشائخ کے خیال سے رسالہ نظام المشائخ جاری کیا۔ اور عنقریب ہفتہ وار اخبار **درویش** جاری کرنا چاہتے ہیں۔ راحۃ القلوب کے ترجمے پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ واحدی صاحب ترجمہ جیسے مشکل اور دشوار مرحلہ میں آسانی سے کامیاب ہوئے ہیں۔ ترجمہ میں انہوں نے الفاظ کی رعایت بھی رکھی ہے۔ تاکہ لفظی اثر فوت نہ ہو جائے۔ اور عبارت کی صفائی و سلاست کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ ان دونوں باتوں کا نباہنا آسان بات نہیں۔ جو لوگ اس فن سے واقف ہیں وہی ترجمہ کی مشکلات کو جانتے ہیں ؛

واحدی صاحب نے جب سے حلقۂ نظام المشائخ کی کارکنی اختیار کی ہے۔ برابر عربی زبان حاصل کر رہے ہیں۔ اور اب اس قابل ہوگئے ہیں کہ عربی کا ترجمہ بھی کر لیتے ہیں چنانچہ انہوں نے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کتاب الاخلاق کا ترجمہ شروع کردیا تھا۔ اور چاہتے تھے کہ اول یہی کتاب شائع ہو۔ مگر میں نے پہلے راحۃ القلوب کے ترجمے کی جانب توجہ کرنے کی رائے دی۔ جس کو انہوں نے قبول کیا امید ہے کہ یہ ترجمہ بہت فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اور نئی روشنی کے لوگوں کو ساڑھے چھ سو برس پہلے کا زمانہ نظر آجائے گا۔ اور وہ دیکھیں گے کہ اگلے وقت کے بزرگوں کی محفلوں میں کیا چرچے رہا کرتے تھے۔ اور آج کل کے مشائخ کی صحبتوں میں

کیا افسانے ہوتے ہیں ؛

کتاب میں بعض مضامین ایسے بھی آئیں گے جو آجکل کے تخیل اور مذاق کے خلاف معلوم ہوں گے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ ان مضامین کی نسبت زبان طعن دراز کیجائے مناسب ہے کہ ان کی اچھی تاویل نکال کر دل کو سمجھا لیا جائے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ سیکڑوں مفید باتوں کی تاثیر کو وہ باتیں جو بظاہر خلاف قیاس معلوم ہوتی ہیں برباد کردینگی۔

مئی ۱۹۱۱ء

حسن نظامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنہ ۶۵۵ ہجری۔ رجب کی ۱۵ تاریخ چہارشنبہ کے دن مسلمانوں کے دعاگو اور سلطان الطریقہ (حضرت بابا صاحب) کے ایک مرید بندہ نظام الدین احمد بدایونی (یعنی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ جو ان ملفوظات کے مؤلف ہیں۔ مترجم) دولت پابوسی حضرت سید العابدین (بابا صاحب) حاصل ہوئی۔ حضرت بابا صاحب نے کلاہ چار ترکی جو اس وقت ان کے سر مبارک پر تھی اتار کر اپنے ہاتھ میں لی۔ اور دعاگو کے سر پر رکھ دی اور خرقہ خاص اور چوبی نعلین (یعنی کھڑاویں) عطا فرمائیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک نیز ارشاد کیا کہ میں ہندوستان کی ولایت کسی دوسرے کو دینی چاہتا تھا۔ مگر تم راستہ میں تھے۔ اور دل میں ندا ہوئی کہ صبر سے کام لیا جائے نظام الدین احمد بدایونی آتا ہے یہ ولایت اسکی ہے۔ اسکو دینا۔ دعاگو یہ کلمات سنکر کھڑا ہوگیا۔ اور اشتیاق زیارت کی بابت کچھ کہنا چاہتا تھا۔ مگر حضور شیخ الاسلام کی اتنی دہشت طاری ہوئی کہ کہہ نہ سکا۔ حضرت شیخ الاسلام نے حالت معلوم کر لی۔ اور خود آپ الفاظ انکی

زبان مبارک پر آئے کہ بیشک تمہارے دل میں اشتیاق تھا اور یہ بھی فرمایا کہ ہر داخل ہونے والے کے لیے دہشت ہوتی ہے۔" سلسلۂ گفتگو یہاں تک پہنچا تھا کہ دعاگو کو خیال پیدا ہوا کہ اب شیخ الاسلام سے جو کچھ سنوں گا لکھ لیا کروں گا۔ یہ خیال ابھی پختہ نہ ہوا تھا کہ حضرت نے فرمایا" وہ مرید نہایت خوش نصیب ہے جو اپنے پیر کے الفاظ گوش ہوش سے سنتا اور انہیں لکھ لیتا ہے۔ چنانچہ ابرار الاولیا میں مرقوم ہے کہ جو مرید اپنے پیر کے ملفوظات سنکر لکھ لیتا ہے اسے ہر ہر حرف کے بدلے ہزار ہزار سال کی طاعت کا ثواب ملتا ہے اور مرنے کے بعد اس کا مقام علیین میں بنایا جاتا ہے۔" اسی وقت یہ مثنوی بھی پڑھی ؎

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ   سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

اور فرمایا کہ انسان کی ہر وقت یہ حالت رہنی چاہیئے کیونکہ ایسے شخص پر کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جس میں آواز نہ آتی ہو کہ "زندہ دل وہ ہے جس میں ہماری محبت کو برابر ترقی ہوتی ہے" ابتدا میں گفتگو درویشی پر ہو رہی تھی (پھر اسی کی سلسلہ جنبانی ہوئی) ارشاد کیا درویشی پردہ پوشی کا نام ہے اور خرقہ پہننا اس شخص کا کام ہے جو بھائی مسلمانوں اور دوسرے انسانوں کے عیبوں کو چھپائے۔ اور انہیں کسی پر ظاہر نہ کرے۔ مال دنیا میں سے اسکے پاس جو کچھ آئے۔ اسے راہ خدا میں صرف کرے اور جائز مصرف میں اٹھائے خود اس میں سے ایک ذرہ پر نظر نہ رکھے۔ پھر فرمایا کہ اصحاب طریقت اور مشائخ کبار نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ کی تین قسمیں ہیں اول زکوٰۃ شریعت دوسری زکوٰۃ طریقت۔ اور تیسری زکوٰۃ حقیقت۔ زکوٰۃ شریعت یہ ہے کہ اگر چالیس درم پاس ہوں تو ان میں سے پانچ درم راہ خدا میں دیدے۔ اور زکوٰۃ طریقت یہ ہے کہ چالیس میں پانچ درم اپنے پاس رکھے۔ اور باقی کل راہ حق میں دیدے اور زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ چالیس میں سے پانچ بھی اپنے لیے نہ رکھے۔ اور سب اسکی راہ میں

لگا دے۔ اس لیے کہ درویشی خود فروشی ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ حکایت بھی فرمائی کہ میں نے شیخ شہاب الدین سہروردی (قدس اللہ سرہ العزیز) کو دیکھا ہے اور کچھ دن ان کی خدمت میں بھی رہا ہوں۔ ایک دن ان کی خانقاہ میں قریباً ایک ہزار دینار بطور فتوح آئے۔ انھوں نے کل کے کل راہ مولیٰ میں لٹا دیئے۔ اور شام تک ایک پیسہ بھی اپنے لئے نہ رکھا۔ اور فرمایا کہ اگر میں اس میں سے کچھ رکھ لیتا تو درویش نہ رہتا بلکہ درویش مالدار کا لقب پاتا۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ درویشی کے معنی قناعت ہیں درویش کے پاس جو کچھ آئے اسپر چون وچرا نہ کرے۔ کیونکہ میں نے اولیاء اللہ کے حالات میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک دفعہ مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ کسی درویش سے ملنے کے لئے گئے۔ درویش اور مالک دینارؒ میں سلوک کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں درویش نے دو جو کی روٹیاں نکالیں اور سامنے رکھدیں۔ وہ روٹیاں بالکل پھیکی تھیں حضرت مالک دینار نے کہا کہ اگر ان میں نمک پڑا ہوتا تو اچھا تھا۔ درویش موصوف کی ایک لڑکی تھی۔ اس نے مالک دینار کا یہ جملہ سنا تو فوراً برتن گرو کرکے بنئے کی دکان سے کچھ نمک لے آئی۔ اور دونوں بزرگوں کے آگے رکھدیا۔ کھانے کے بعد مالک دینارؒ نے کہا "اسکو قناعت کہتے ہیں"۔ درویش کی لڑکی نے زمین چومی اور کہا اے خواجہ اگر تم میں قناعت ہوتی تو میرا برتن بنئے کے ہاں گرو نہ کراتے۔ اے مالک دینار! یہ قناعت نہیں ہے جو تم سمجھے ہوئے ہو۔ ہمارا حال سنو۔ آج ستره سال گزر گئے۔ ہم نے اپنے نفس کو نمک نہیں دیا ہے۔ درویشی تم سے بہت دور ہے۔ اس کے بعد یہ رباعی زبان مبارک پر آئی ؎

چوں عمر درگزشت درویشی بہ — چوں کار بہ قسمت است کم کوشی بہ
چوں ترس حیات است نمد پوشی بہ — چوں گفتہ نوشت است خاموشی بہ

اور ابھی خبر نہیں ہے کہ درویشوں کے سروں پر کیسے کیسے آرے چلتے ہیں۔

یہ گفتگو ہو رہی تھی [illegible] ارشاد ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات
خرقہ ملا تھا جب آپ معراج سے واپس آئے تو آپ نے تمام صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کو طلب
فرمایا۔ اور کہا کہ اس خرقہ کی بابت مجھے اللہ کا حکم ہے کہ تم میں سے ایک کو دیدوں
اب میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ جو اس کا جواب باصواب دیگا وہ اسکا مستحق
ٹھیرے گا۔ اول (حضرت) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیطرف رخ کیا۔ اور فرمایا "اے
ابابکر! اگر یہ خرقہ میں تمہیں دوں۔ تو کیا بات اختیار کروگے۔" انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ
صدق وصفا اور طاعت خدا اختیار کروں گا۔ پھر امیر المومنین (حضرت) عمر بن خطاب رض
سے خطاب کیا اور کہا کہ اگر تمہیں دوں تو تم کیا اختیار کروگے۔ انہوں نے جواب دیا۔
یا رسول اللہ میں عدل و انصاف کروں گا۔ اور مظلوموں کی دادرسی کروں گا۔ پھر امیر المومنین
(حضرت) عثمان رض کا نمبر آیا۔ انہوں نے کہا۔ میں آپس کے مشورے سے کام کرنا اختیار
کروں گا۔ حیا کروں گا اور سخاوت سے کام لوں گا۔ آخر میں امیر المومنین (حضرت)
علی کرم اللہ وجہہ کو مخاطب کیا۔ اور پوچھا کہ علی! اگر یہ خرقہ تمہیں دیا جائے تو تم کیا کرو۔
انہوں نے کہا پردہ پوشی کیا کروں — اور بندگان خدا کے عیبوں کو چھپایا کروں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لے لو علی۔ یہ خرقہ تم ہی کو دیتا ہوں۔ رب العزت
کا مجھے فرمان تھا کہ تمہارے دوستوں میں سے جو شخص یہ جواب دے خرقہ اُسے ہی
دینا۔ یہاں تک کہکر شیخ الاسلام چشم پر آب ہو گئے۔ اور رونے لگے۔ اور بیہوشی
طاری ہو گئی۔ جب دوبارہ ہوش میں آئے تو فرمایا معلوم ہوا کہ درویشی پردہ پوشی ہے
لہٰذا درویش کو چاہیئے کہ یہ چار باتیں کرے۔ اول آنکھیں اندھی کرلے تاکہ لوگوں کے
معائب نہ دیکھ سکے۔ دوسرے کان بہرے کرلے تاکہ فضول اور لغو باتیں سننے سے
بچ جائے۔ تیسرے زبان گونگی کرلے تاکہ ناحق کلمات سے پاک رہے۔ چوتھے پیر توڑ کر
بیٹھ جائے۔ تاکہ ناجائز جگہ نہ جاسکے پس اگر کسی میں یہ خصلتیں پائی جائیں تو بلاشک

اُسکو درویش تسلیم کرنا چاہیئے ورنہ حاشا وکلا۔ مدعی جھوٹا ہے۔ اور درویشی کی کسی چیز سے
تعلق نہیں رکھتا۔ اسی گفتگو میں ارشاد ہوا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی (قدس
سرہ العزیز) چالیس سال تک آنکھیں باندھے رہے۔ سبب پوچھا گیا تو کہنے لگے
اس لیے کہ لوگوں کے عیب نہ دیکھوں۔ اور اتفاق سے دیکھ لوں تو چھپاؤں اور کسی سے
نہ کہوں۔ اتنا بیان کرکے شیخ الاسلام مراقبے میں چلے گئے۔ اور بہت دیر تک اس حالت
میں رہنے کے بعد سر اُٹھا کر دعاگو کی طرف مخاطب ہوئے۔ اور فرمانے لگے بابا نظام الدین
جب درویش ایسا ہوجائے تب وہ درویش ہے۔ پھر جو کچھ وہ کہے گا اور چاہے گا
ہوجائے گا۔ اسوقت شیخ الاسلام کو رقّت ہونے لگی۔ محمد شاہ نامی ایک حاضر باش
آیا۔ اور زمین بوس ہوا۔ فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا۔ محمد شاہ بہت پریشان تھا اس کے
بھائی پر حالت نزع طاری تھی حضرت شیخ الاسلام کو حالت معلوم ہوگئی۔ پوچھا
متفکر کیوں ہو۔ عرض کیا۔ بھائی کی وجہ سے۔ آپ پر سب روشن ہے۔ فرمایا جاؤ
تمہارا بھائی اچھا ہوگیا۔ محمد شاہ گھر گیا۔ اور دیکھا کہ بھائی کو صحت کلی ہوگئی۔ اور وہ بیٹھا
کھانا کھا رہا ہے۔ اس طرح جیسے کبھی بیمار تھا ہی نہیں۔ اسی جلسہ میں ارشاد فرمایا کہ درویشی
یہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی کہ صبح سے دوپہر تک اور دوپہر سے
شام تک جو کچھ آتا سب راہ خدا میں صرف کردیتے تھے حضرت امیر المومنین علی کرم
اللہ وجہہ اکثر اپنے خطبوں میں کہا کرتے تھے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول علیہ السلام
نے شام تک کسی چیز کو سینت کر رکھا ہو۔ اس کے بعد مولانا بدرالدین اسحاق نے پوچھا
کہ اسراف کسے کہتے ہیں۔ اور اسکی حد کیا ہے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جو کچھ بے سوچے
سمجھے اور خلاف رضائے خدا خرچ ہو وہ کل اسراف ہے۔ اور جو رضائے الٰہی کے موافق ہو وہ
اسراف نہیں ہے حضرت شیخ الاسلام اتنا کہنے پائے تھے کہ اذان ہوئی حضرت نے
نماز پڑھی اور مراقبے میں مشغول ہوگئے۔ الحمد للہ علی ذالک ٭

۱۰ شعبان روز پنجشنبہ ۶۵۵ ہجری کو دولت پائے بوسی میسر آئی۔ شیخ بدرالدین
غزنوی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی۔ مولانا شرف الدین منیبہ۔ قاضی حمید الدین ناگوری
(رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) وغیرہ بھی حاضر تھے۔ ارشاد ہوا۔ امیر غریب - درویش یا جو بھی
کوئی آئے اُسے خالی پیٹ مت جانے دو۔ کچھ نہ کچھ دیدو تاکہ وہ درویش صفت
بن جائے۔ فرمایا کہ میرے پاس جو آتا ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ اور خواہ
وہ کچھ لاتے یا نہ لاتے مجھے لازم ہو جاتا ہے کہ اُسے کچھ دوں۔ اس کے بعد
شیخ الاسلام چشم پُر آب ہو گئے۔ اور یہ حکایت فرمانے لگے کہ حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو صحابہ طلب علم اور احکام شرع کے سیکھنے کو آیا کرتے
تھے وہ بعد میں۔ وہی باتیں دوسروں کو سنا دیتے تھے تاکہ وہ بھی ان سے مستفید
ہو جائیں۔ اس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ عمدۃ الابرار تاج الاتقیا حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کا قاعدہ تھا کہ جب درویشوں کے لنگر
خانے میں کوئی چیز نہ ہوتی تو شیخ بدرالدین غزنوی خادم خانقاہ سے کہہ دیا کرتے
کہ پانی رکھدو۔ اور جو آئے اُسے وہی دو تاکہ بخشش و عطا سے کوئی محروم نہ جائے۔
بعد ازاں اسی سلسلہ میں فرمایا کہ جس زمانے میں میں سفر بغداد کر رہا تھا شیخ اجل سنجری
رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہو گئی۔ بزرگ اور باہیبت شخص تھے۔ میں اُن کے جماعت
خانہ میں گیا اور سلام بجا لایا۔ اُنھوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور میری طرف دیکھ کر بولے
آؤ دستگیر عالم۔ خوب آئے بیٹھو۔ میں بیٹھ گیا۔ وہ میرے فوراً قدم پر پہنچ جانے سے بہت
خوش ہوئے۔ میں اُنکی خدمت میں کئی دن تک رہا لیکن ایک دفعہ نہ دیکھا کہ کوئی اُن کی
خانقاہ سے محروم گیا ہو۔ اگر کچھ نہ ہوتا تو سوکھے چھوارے ہی ہاتھ پر رکھدیتے اور
دعا کرتے کہ خدائے عزوجل تیرے رزق میں برکت دے۔ شہر کے لوگ کہا کرتے
تھے کہ جسکو شیخ نے کھجور دی وہ عمر بھر کبھی محتاج نہ ہوا۔ پھر اسی سلسلہ میں ارشاد کیا

کہ جب میں وہاں سے رخصت ہو گیا تو ایک اور درویش بغداد کے باہر ایک غار میں ملے۔ میں نے اسلام کیا۔ انہوں نے جواب سلام دیکر کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ یہ درویش اسقدر کمزور اور لاغر تھے کہ بس ہڈی سے چمڑا لگ رہا تھا۔ میں نے دلمیں سوچا کہ اس غار میں انہیں کھانے کو کہاں سے ملتا ہو گا۔ اس خیال کا آنا تھا کہ بزرگ موصوف نے سر اٹھایا۔ اور بولے "اے فرید! آج چالیس سال گزر گئے کہ اس غار میں رہتا ہوں اور گھاس پات سے پیٹ بھرتا ہوں"۔ جب یہ حال دیکھا تو میں نے اپنا سر ان کے قدموں پر رکھدیا۔ کچھ دن اور ان کی صحبت میں گزرے۔ پھر روانہ ہو کر بجا شیخ سیف الدین باخرزی کے پاس پہنچا۔ یہ بڑے باعظمت و پر ہیبت بزرگ تھے۔ جب میں سامنے حاضر ہوا اور زمین بوسی کر چکا تو فرمایا "بیٹھ جاؤ" بیٹھ گیا۔ جتنی دفعہ میری طرف دیکھا برابر ارشاد کرتے رہے کہ "یہ شخص اپنے زمانہ کے مشائخ میں ہو گا۔ اور ایک عالم اس کا فرزند بنے گا"۔ اسوقت ایک کالا کمبل آپکے کندھے پر پڑا ہوا تھا۔ آپنے میری طرف پھینکا اور حکم کیا کہ "اوڑھ لو"۔ میں نے تعمیل کی۔ کئی دن حاضر خدمت رہا مگر کبھی ایسا ہوا کہ ہزار بلکہ اس سے زیادہ آدمیوں نے آپکے دسترخوان پر کھانا کھایا ہو۔ کھانا ہو چکنے کے بعد بھی اگر کوئی آتا تو خالی نہ جاتا۔ کچھ نہ کچھ ضرور پاتا۔ بالآخر میں آپ سے بھی رخصت ہوا۔ اور ایک مسجد میں شب باش ہوا صبح سنا کہ وہاں ایک صومعہ ہے۔ اسمیں بھی ایک درویش رہتے ہیں پہنچا اور وہ جلال دیکھا کہ اب تک کسی بزرگ میں نظر آیا تھا۔ نگاہ آسمان کیطرف تھی۔ اور عالم تفکر میں خاموش کھڑے تھے۔ تین چار دن کے بعد ہوش میں آئے۔ میں نے سلام کیا۔ جواب دیا۔ اور فرمایا "آپ کو میری وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑی۔ بیٹھئے" میں بیٹھ گیا۔ ارشاد ہوا۔ کہ "میں شمس العارفین کا نواسہ ہوں۔ آج تیس سال ہوئے کہ اس صومعہ میں معتکف ہوں۔ لیکن اے فرید! اتنے طویل زمانہ میں مجھے سوائے حیرت اور دہشت کے

کچھ حاصل نہیں ہوا۔ سمجھتے ہو اسکی وجہ کیا ہے؟" دعاگو نے گردن جھکائی۔ تاکہ وہی کچھ فرمائیں ارشاد ہوا کہ "یہ صراطِ مستقیم (راہِ راست) ہے جس نے اس میں سچائی سے قدم رکھا وہ تو پار ہو گیا۔ مگر جو ذرا خلاف مرضیٔ دوست چلا وہ جلادیا گیا۔ اس کے بعد اپنا حال بیان کیا" کہ اے فرید! جس دن مجھے درِ مولا میں باریابی ہوئی ہے ستر ہزار حجاب میرے اور اُن کے درمیان تھے۔ فرمان ہوا کہ اندر آؤ۔ پہلا حجاب ہٹا تو مقربانِ درگاہ دکھائی دیے کہ نگاہ اوپر کیے اپنی اپنی شان میں کھڑے ہیں (ایسی شان میں کہ جسے سوائے خدائے عزوجل کے کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا) اور زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ خدایا تیرے دیدار کا اشتیاق ہے۔ اسیطرح تمام حجابات کو طے کیا۔ ہر جگہ نئے عشاق اور نئی شانیں دیکھیں جب پردہ خاص کے قریب پہنچا تو آواز آئی کہ "اے فلاں! اس میں صرف وہی آسکتا ہے جو دنیا اور تمام موجوداتِ دنیا بلکہ اپنی ذات سے بھی بیگانہ ہو جائے۔" میں نے عرض کیا۔ میں سب کو چھوڑ چکا" جواب ملا "سب کو چھوڑ چکے تو بس ہمارے ہو گئے" آنکھ جو کھولی تو اسی صومعہ میں تھا۔ تو اے فرید! اس راستے میں سب کو چھوڑے تو حق کا یگانہ بنے" اس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ "رات آگئی"۔ شام کی نماز انہی بزرگ کے ساتھ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دیکھا کہ دو پیالے آش کے اور چار روٹیاں غیب سے اُن کے سامنے آگئیں مجھے اشارہ کیا کہ اندر آؤ۔ میں گیا اور کھانے بیٹھ گیا۔ جو لطف اِن روٹیوں اور آش کے پیالوں میں آیا۔ آجتک کسی کھانے میں نصیب نہیں ہوا۔ خیر رات بھی وہیں بسر کی۔ صبح جو اُٹھا تو اِن بزرگ کا پتہ نہ تھا۔ چلا آیا۔ اور ملتان پہنچا۔ اپنے بھائی بہاء الدین زکریا سے ملا۔ اور معانقہ کیا۔ وہ پوچھنے لگے۔ کہو کہاں تک پہنچے۔ کیا حاصل کیا۔ میں نے کہا کہ اس کرسی کو جسپر تم بیٹھے ہو کہوں تو ہوا میں اُڑنے لگے" ابھی یہ جملہ پوری طرح زبان سے نہ نکلا تھا کہ کرسی معلق ہو گئی۔ بہاء الدین زکریا نے

کرسی پر ہاتھ مارا اور نیچے اتر آئے۔ اور فرمانے لگے "مولانا فرید! تم تو خوب ہو گئے"
یہاں سے میں دہلی گیا۔ اور شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ جو بات کہیں نہ دیکھی تھی وہ یہاں پائی۔ آپ نے مجھے اپنے دامن سے
وابستہ کر دیا۔ اور بیعت سے مشرف ہوا۔ تین دن تک میرے پیر مجھے نعمت پر نعمت
بخشتے رہے۔ اس کے بعد فرمانے لگے کہ "مولانا فرید نے اپنا کام پورا کر لیا۔ پھر پھر
قریب آئے۔ اور کلام ختم کرتے ہی نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے۔ اور گر پڑے۔ ایک شبانہ روز
اسی حالت میں رہے۔ جب ہوش آیا تو دعا گو سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمانے لگے مردان خدا
ایسے ایسے مرحلے طے کر کے اس مقام کو پہنچتے ہیں۔ یہ دولت ہے جو لوگوں کو حاصل
ہو سکتی ہے۔ خدا کا فیض عام ہے لیکن مرد ہونا چاہیئے جو منزل پر پہنچنے کی کوشش
کرتا رہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا۔ اے بھائی اس راہ میں جب تک صدق سے
قدم نہ رکھے۔ اور دل سے نہ چلے۔ حاشا و کلا کبھی مقام قرب تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس وقت
یہ اشعار زبان مبارک پر آئے ؎

تو راہ نرفتہ از آں ننمودند ورنہ کہ زد ایں در کہ بروئے نگشودند
جاں در رہ دلہا ست اگر بنگری تو نیز چناں باش کہ ایشاں بودند

اور پھر کھڑے ہوئے نماز کا وقت آ گیا تھا۔ عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔ یہ دعا گو اور
تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ الحمد للہ علی ذلک ؛

۲۰ تاریخ روز دوشنبہ ماہ مذکور ۶۵۵ ہجری دولت پائے بوسی حاصل ہوئی۔ مولانا
ناصح الدین پسر قاضی حمید الدین ناگوری ناگور سے آئے ہوئے تھے۔ اور مولانا
شمس الدین بہرام بھی حاضر خدمت تھے۔ گفتگو دنیا کے بارے میں ہو رہی تھی۔
آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ
یعنی دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔ پھر ارشاد ہوا سوال اهل المعرفۃ من ترک

الدنیا ملکٌ ومن اخذھا ھلکٌ۔ اہل معرفت نے کہا ہے جس نے دنیا کو چھوڑ دیا وہ اسپر حاوی ہوگیا اور جس نے اسے اختیار کر لیا وہ مارا گیا شیخ عبداللہ تستری کہتے ہیں کہ مولےٰ اور بندے کے درمیان دنیا سے بڑھکر کوئی حجاب نہیں جسقدر انسان دنیا میں مشغول ہوتا ہے اسیقدر حق سے دور رہتا ہے۔ اگر انسان چاہے کہ بہشت کا حال معلوم کرنے لگے تو سامنے پردہ ڈال لے۔ غرضکہ ہر وقت دنیا میں منہمک رہنا ٹھیک نہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا ہے اور وہ اپنے استاد کے حوالہ سے روایت فرماتے تھے کہ جب تک بندہ بذریعہ صیقلِ محبت اپنے آئینہ قلب کو زنگار دنیا سے پاک وصاف نہیں کرتا۔ اور ذکر حق تعالیٰ سے دل نہیں لگاتا۔ اور غیر کو درمیان سے نہیں اٹھاتا۔ اس وقت تک خدا تعالیٰ کو ہرگز نہیں پاتا۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ تحفۃ العارفین میں شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ" اصل صلاحیت دل سے ہے۔ جب دل راستی پر آ گیا۔ تو انسان خود بخود درست ہو جاتا ہے" پھر فرمایا کہ" دل کے لیے بھی زندگی و موت ہی اور دونوں کی علیحدہ علیحدہ صورت ہے۔ کلام اللہ میں ہے اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا یعنی دنیا میں زیادہ مشغول رہنے سے دل مرجاتا ہے" فاحییناہ بذکر المولےٰ۔ پس زندہ کرتے ہیں اسے ذکر مولےٰ سے" پھر فرمایا کہ" جب دنیا کی لذتوں اور خواہشوں اور کھانے پینے میں مشغول ہو جاتا ہے تو غفلت اور خرابی اسپر اثر کرتی ہے۔ اور ہوا وحرص اسپر غالب آ جاتی ہے۔ غیر اللہ کا فکر و اندیشہ دل کو سیاہ کر دیتا ہے اور جب دل سیاہ ہوگیا تو اسکی موت ہے۔ جس طرح وہ زمین جسمیں خس و خاشاک کی زیادتی ہو اور جو بیج کو قبول نہ کرے مردہ کہلاتی ہے۔ اسی طرح وہ دل جس سے خدا کا ذکر نکل گیا ہو اور جسپر دیو و پری نے غلبہ پالیا ہو۔ اس انقلاب کے سبب مردہ کہلاتا ہے برخلاف اس کے جب تعلق دنیا دل سے جاتا رہتا ہے اور ہوائے نفس نابود ہو جاتی ہے

اور بندہ ذکر وشغل کرتا ہے تو دل زندہ ہوجاتا ہے اس کے بعد فرمایا۔ عوارف میں خواجہ
جنید بغدادی نے بھی لکھا ہے کہ اصل اس راہ میں صلاحیت قلب ہے۔ اور یہ صلاحیت
اسوقت پیدا ہوتی ہے جب انسان مذمومات دنیا جیسے غل وغش، حسد وکبر، حرص، بخل
چھوڑ دیتا ہے۔ ان سے بچنا دل کو طہارت کراتا ہے۔ درویشوں کے یہی کام ہیں۔ اور
جوہر درویشی انہی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے بعد شیخ الاسلام چشم پُرآب
ہوگئے اور فرمانے لگے "جو درویش دنیا میں مصروف رہتا ہو۔ اور جاہ ورفعت کا
طلب گار ہو سمجھ لو کہ وہ درویش نہیں بلکہ مرتد طریقت ہے کیونکہ فقر نام اسی کا ہے کہ دنیا
سے اعراض کیا جائے۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ ایک دفعہ میں بغداد میں خواجہ اجل
سنجری کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں اسوقت درویشوں کی گفتگو چل رہی تھی خواجہ اجل
سنجری نے فرمایا عوارف میں حضرت جنید فرماتے ہیں کہ درویشی کے لیے
مذہب فقر میں حرام ہے کہ وہ اہل دنیا سے ملت رکھے۔ یا بادشاہوں اور
سلطانوں کے پاس آیا جایا کرے"

ارشاد ہوا "حدائق میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ عراق نے جو تین سال سے
کسی مرض میں مبتلا تھا۔ خواجہ شہاب قشیری کو استعانت کے لیے طلب کیا۔
آپ تشریف لے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی پاک دعا سے اسے شفا دیدی۔ مگر اس ایک
ساعت کے بدلے جو بادشاہ کی صحبت میں گزری تھی۔ آپ سات سال تک خلق
سے عزلت گزیں رہے" پھر ارشاد کیا "مشائخ طریقت نے اس باب میں فرمایا ہے صحبۃ
الاغنیاء للفقراء سم قاتل۔ پس حاصل اس گفتگو کا یہ ہے کہ جسقدر توانگر
لوگوں سے بچو گے۔ اسیقدر خدا سے نزدیکی ہوتی جائے گی۔ چونکہ محبت دنیا امرا
کے دلوں میں استوار ہوتی ہے اس لیے ان کی صحبت سے نقصان پہنچتا ہے۔ تقرب
اور طریقت یہ ہے کہ درویش کے دل میں دنیا اور اہل دنیا کی دوستی کا ذرہ بھر

اثر نہ ہو۔ فقیر کے نزدیک تمام خلق اللہ برابر و یکساں ہے۔ اس کے بعد ذکر پر گفتگو شروع ہوئی حضرت نے فرمایا "درویش کو ذکر میں ایسا محو ہونا چاہیئے کہ اُس کے بدن کا رونگٹا رونگٹا زبان بن جائے۔ چنانچہ کتاب اسرار العارفین میں میں نے دیکھا ہے کہ ایک دفعہ خواجہ ابو سعید ابو الخیر قدس سرہ العزیز نہایت حضور باطن سے ذکر میں مصروف تھے کہ آپ کے ہر رونگٹے سے خون کے فوارے جاری ہو گئے۔ کسی گھر والے نے آپ کے برابر میں ایک لکڑی کا برتن رکھدیا۔ جب وہ خون سے بھر جاتا تو آپ اُسکو پی لیتے"۔ یہ کہکر شیخ الاسلام نے دعاگو سے خطاب فرمایا کہ "اصل چیز اس راہ میں حضوری قلب ہے۔ اور یہ حاصل نہیں ہوتی۔ جبتک لقمہ حرام سے پرہیز اور اہل دنیا سے اجتناب نہ کیا جائے۔ مشائخ نے کہا ہے کہ اگر کوئی لقمہ حرام اور مجلس ملوک و اہل دنیا سے پرہیز نہ کرے تو اُسکو گلیم پہنانے کی اجازت نہیں کیونکہ یہ انبیاء (صلوات اللہ علیہم اجمعین) کا لباس رہا ہے۔ اور تمام ابدال و اوتاد و زہاد نے اس کو اوڑھا ہے۔ گلیم کی قدر موسے کلیم اللہ جانتے ہیں۔ آدم صفی اللہ جانتے ہیں ابراہیم خلیل اللہ جانتے ہیں محمد حبیب اللہ جانتے ہیں۔ پھر فرمایا شیخ الاسلام قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کا بیان ہے کہ میں خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں دس سال تک حاضر رہا۔ میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور کسی بادشاہ یا امیر کے گھر گئے ہوں۔ آپ ہی کا قول ہے کہ جو درویش کسی بادشاہ یا امیر کے در پر چلا جائے۔ اُس سے گلیم اور تمام اسباب درویشی چھین لینا چاہیئے۔ اور کہدینا چاہیئے کہ درویشی کا نام لینا موقوف کرے۔ اگر نہ مانے تو اُس کے جامہ و گلیم کو آگ میں جلا دو۔ کیونکہ جو فقیر اہل دنیا میں جاتا اور اُن میں مل جل کر بیٹھتا ہے وہ درویش نہیں۔ مدعی کذاب ہے۔ میں نے بعض اہل طریقت کو دیکھا ہے کہ جب انہیں کوئی حاجت یا مصیبت پیش آئی تو انہوں نے گلیم اُتار کر علیحدہ رکھدیا۔ اس کے بعد گلے

میں زنجیر ڈال کر حق تعالیٰ سے مناجات شروع کی۔ مہم طے ہو گئی"۔ پھر شیخ الاسلام نے مجکو مخاطب کیا اور فرمایا "جو بالوں کا جامہ پہنے۔ اُسے چرب و شیریں کھانا نہ کھانا چاہیئے اور نہ اہلِ دنیا میں خلط ملط ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرتا وہ اولیا کے لباس کا خائن ہے"۔ اس کے بعد ارشاد کیا" میں نے آثار العارفین میں دیکھا ہے۔ کہ خواجہ ذوالنون مصریؒ کا کوئی درویش مرید بادشاہ کے ہاں بہت آمد و رفت رکھتا تھا خواجہ صاحب نے اسے بلوایا۔ اور اس سے لباسِ فقر لیکر آگ میں ڈال دیا۔ اور بہت غضبناک ہو کر فرمایا۔ اولیا و انبیا کے لباس کو خبیثوں میں دکھاتا پھرتا ہے اور پھر ارادہ ہے کہ اسی سے خدا کے سامنے جائے"۔ پھر فرمایا" کہتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تین کپڑے پہنا کرتے تھے جب نماز کا وقت آتا تو اوپر کا اور نیچے کا لباس اُتار دیتے اور بیچ کے کپڑوں سے عبادت الٰہی ادا کرتے۔ کسی نے سبب پوچھا۔ فرمایا۔ اوپر کے پیراہن میں خلق کی نظر پڑنے کے سبب ریا و رسم کا شائبہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور اندر کے لباس میں حرص و حسد و غل و غش کی بو آتی ہے بیچ کے کپڑے اِن دونوں باتوں سے پاک ہیں۔ اس لیے انہی سے نماز پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ اس کے بعد شیخ چشم پر آب ہو گئے۔ اور بولے متقدمین کا یہ حال تھا، جب منزلِ مقصود تک پہنچے۔ نماز کا وقت آ گیا تھا شیخ اسمیں مشغول ہو گئے اور سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ الحمد للہ علی ذٰلک ✣

اسی سنہ اور اسی ماہ کی ۲۷ تاریخ کو پھر سعادت پائے بوسی نصیب ہوئی شیخ جمال الدین متوکل شمس و پیر شیخ نجم الدین۔ اور کئی اور عزیز حاضر تھے شبِ معراج کی اور اسکی فضیلت پر بحث چھڑی حضرت نے فرمایا۔ راتوں میں سب سے افضل رات ۲۷ رجب کی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر پہنچے۔ جو شخص اس شب کو بیدار رہے بس اس کے لیے بھی وہ شبِ معراج ہے۔ اسے بھی سعادتِ معراج حاصل

ہوگئی۔ اور اس کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا گیا۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ایک دفعہ میں نے بغداد کا سفر کیا جب شہر میں پہنچا تو میں نے ہر شخص سے وہاں کے بزرگوں اور اُن کے ٹھکانوں کا پتہ پوچھنا شروع کیا۔ آخر ایک درویش کا پتہ لگا کہ وہ دجلہ کے کنارے رہتے ہیں۔ میں اُنکی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اُسوقت نماز پڑھ رہے تھے ٹھیر گیا اور اُنکی فراغت کا انتظار کرنے لگا جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے آداب عرض کیا اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ گیا۔ ایسا باہیبت و باعظمت چہرہ تھا کہ کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں۔ دریافت فرمایا۔ کہاں سے آتے ہو۔ عرض کیا۔ اجودھن سے۔ فرمایا جو درویش کے پاس ارادت سے آئیگا وہ کبھی نہ کبھی بزرگ ہوگا۔ یہ جملہ سنکر میں نے سر جھکا لیا۔ فرمانے لگے۔ مولانا فرید! میں پچاس سال سے غار میں مقیم ہوں۔ خار و خاشاک غذا ہے۔ اور بندہ خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد سے ہے۔ کل ماہ رجب کی ۲۷ تاریخ تھی۔ میں رات بھر جاگتا رہا۔ اگر سنو تو اس شب کی کیفیت بیان کردں۔ میں نے نہایت ادب سے عرض کیا "فرمائیے!" کہا تیس سال گزر گئے۔ میں نہیں جانتا کہ رات کہاں آتی ہے۔ میرا پہلو زمین پر نہیں ٹکا۔ لیکن کل شب مصلے پر لیٹ کر سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ ۷۰ ہزار مقرب فرشتے زمین پر آئے اور میری روح کو اوپر لے گئے۔ جب آسمان اوّل پر پہنچا تو دیکھا کہ فرشتے کھڑے ہیں۔ اور ایک طرف نگاہ جمائے یہ پڑھ رہے ہیں سبحٰن ذی الملک والملکوت۔ ندا آئی کہ جس دن سے یہ پیدا ہوئے ان کی یہی تسبیح ہے بعد ازاں میری روح آگے بڑھائی گئی۔ اور آسمان دوم میں پہنچی۔ پھر تیسرے پر چوتھے پر پانچویں پر وغیرہ۔ جہاں گیا۔ خدائے تعالیٰ عزوجل کی قدرت کے عجیب عجیب تماشے دیکھے کہ تعریف نہیں ہوسکتی۔ جب عرش سامنے آیا تو حکم ہوا "بس ٹھیر جاؤ" جملہ پیغمبر و اولیا حاضر تھے۔ اپنے جدامجد حضرت جنیدؒ کو دیکھا کہ سر جھکائے بالکل خاموش ہیں!

کھڑے ہیں۔ آواز آئی "اے فلاں"۔ میں نے کہا "لبیک اے بار خدایا" فرمایا۔ شاباش تو نے عبادت کا حق خوب ادا کیا۔ اب تیری محنت کا صلہ یہ ہے کہ تجھے علیین میں جگہ دی جاتی ہے۔ میں بیحد خوش ہوا۔ اور سجدے میں گر پڑا۔ ارشاد ہوا "سر اوٹھاؤ"۔ میں نے سر اٹھایا اور عرض کیا "کچھ آگے بڑھ سکتا ہوں؟ جواب ملا۔ میں ابھی تمہاری معراج یہیں تک تھی۔ اگر اپنے کام میں اور ترقی کروگے تو یہاں بھی تمہارا درجہ بڑھ جائے گا تم سے جو کامل تر ہیں۔ ان کی حجاب عظمت تک رسائی ہے" یہ سنکر میں نے خواجہ جنید کیطرف رُخ کیا۔ اور اپنے سر کو ان کے قدموں پر رکھدیا۔ دیکھتا کیا ہوں وہ خود سر بسجود ہیں میں نے پوچھا کہ "اے جذمن! یہ کیا ماجرا ہے"۔ کہا "جب تیری یہاں بلاوا ہوئی تو میں اس فکر میں پڑ گیا کہ کہیں کچھ میرے خلاف تو عمل میں نہیں آنے والا۔ مجھے گمان تھا کہ تجھ سے کوئی تقصیر ہوئی ہے۔ اور میں اس کے سبب شرمندہ کیا جاؤنگا کہ تبیہ جنید نے ایسا کیا"۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ پس اے فرید! جو شخص خدا کا کام کرتا ہے۔ خدا اس کے کام بنا دیتا ہے۔ اس لیے چاہیئے کہ انسان اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہمت سے بڑھکر منہمک ہو۔ اور فرمایا جو شخص شب زندہ دار رہے اُسے یہ سعادت حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ دعاگو کچھ دن تک ان بزرگ کی ملازمت میں رہا وہ نماز عشا کے بعد نوافل پڑھنے لگتے تھے۔ اور ایسے پاؤں باندھکر کھڑے ہوتے کہ صبح ہو جاتی۔ اس کے بعد شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اس شب میں سو رکعتیں آئی ہیں ہر رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ اخلاص ۵ بار۔ اور ختتام نماز پر سو دفعہ درود شریف سا بہ جو دعا مانگی جائے گی قبول ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر ارشاد ہوا کہ میں نے شیخ معین الدین سنجری سے سنا ہے کہتے تھے کہ یہ شب شب رحمت ہے جو اسمیں جاگتا ہے نعمہائے خداوندی سے محروم نہیں رہتا۔ بعد ازاں کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس رات ستر ہزار فرشتے نور سے بھرے ہوئے طباق لیکر آسمان سے زمین پر آتے

ہیں اور ہر ہر سر میں گھسکر جو بیدا ہوتا ہے اُسپر اُنہیں ڈالدیتے ہیں شیخ الاسلام یہ بات کہہ کر چشم پُر آب ہو گئے اور فرمانے لگے کہ "نہ معلوم لوگ کیوں اِن نعمتوں کو حاصل نہیں کرتے۔ اور خدا کی عبادت سے غافل رہتے ہیں یہی گفتگو جاری تھی کہ شیخ بدرالدین غزنوی چند درویشوں کو ساتھ لیے ہوتے آئے اور اظہار آداب کرنے لگے حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ سماع پر بحث چھڑ گئی۔ سب چُپ تھے۔ شیخ جمال الدین ہانسوی نے فرمایا کہ سماع دلوں کے لیئے موجب راحت ہے۔ اس سے اہل محبت کو جو دریائے آشنائی میں تیرتے رہتے ہیں جنبش و حرکت ہوتی ہے شیخ الاسلام نے جواب دیا۔ بیشک عاشقوں کی رسم یہی ہے کہ جب محبوب کا نام سنتے ہیں مزہ لیتے ہیں۔ اسپر شیخ بدرالدین غزنوی نے عرض کیا کہ حضرت! سماع والوں پر بیہوشی کیوں طاری ہو جاتی ہے شیخ الاسلام نے فرمایا جس دن سے وہ ندائے اَلَسْتُ بِرَبِّکُم سُنکر بیہوش ہوتے ہیں سرور و بیہوشی اُن کے خمیر میں ڈالدی گئی ہے اس لیئے آج بھی جب اُن کے کان میں کوئی اچھی آواز آتی ہے وہ مست ہو جاتے ہیں شمس دبیر نے سجدہ تعظیم بجا لاکر پوچھا کہ حضور ندائے اَلَسْتُ بِرَبِّکُم کے وقت تمام روحیں ایک جگہہ تھیں یا علیحدہ علیحدہ؟ فرمایا سب ایک جگہہ۔ سوال ہوا۔ پھر یہ ہندو یہودی۔ آتش پرست وغیرہ کیسے بن گئے شیخ الاسلام نے ارشاد کیا۔ امام غزالی لکھتے ہیں کہ جب حضرت حق نے ندائے اَلَسْتُ بِرَبِّکُم بلند کی تو تمام ارواحیں برابر برابر تھیں۔ لیکن اس کے سنتے ہی چار صفیں ہو گئیں۔ پہلی صف نے دل و زبان دونوں سے کہا بَلیٰ۔ یعنی بے شک تو ہمارا پروردگار ہے اور فوراً سجدہ میں گر پڑی۔ اس میں انبیاء اولیاء صدیقین اور صالحین تھے۔ دوسری صف کے دل نے تسلیم کیا۔ مگر زبان سے نہ نکلا لیکن سجدہ اس نے بھی دیا۔ یہ وہ ہیں جنکی پیدائش کفار میں ہوئی مگر خاتمہ ایمان و اسلام کے ساتھ تیسرے گروہ نے زبان سے کہدیا مگر ان کے دلکو قبول نہوا

سجدہ کر گئے مگر پھر پچتائے کہ یہ کیا جہالت کی۔ یہ مسلمان پیدا ہوئے اور کافر مرے
عیاذاً باللہ منہا۔ چوتھی صفت نے نہ دل سے کہا نہ زبان سے۔ اور سجدے میں بھی نہیں
شریک ہوئے۔ یہ اول و آخر شرف اقرار سے محروم رہے۔ جب شیخ الاسلام یہاں تک
بیان کر چکے تو پھر پہلی بحث شروع ہوئی۔ فرمایا کہ سماع میں جو لوگ بیہوش ہو جایا کرتے ہیں وہی
ہیں جو ندائے الستُ بربکم سنکر بیہوش ہو گئے تھے۔ وہی چیز ان میں اب تک موجود
ہے۔ جب دوست کا نام سنتے ہیں تو حیرت و ذوق و بیہوشی کا ظہور ہونے لگتا ہے
اور یہ سب معرفت کی باتیں ہیں۔ یعنی جب تک دوست کی شناخت نہ ہو جائے خواہ
ہزار سال عبادت کرتا رہے اسمیں لطف نہیں آئیگا کیونکہ اُسے معلوم ہی نہیں کہ میں طاعت
کس کی کر رہا ہوں۔ اور طاعت کا مقصود یہی ہے کہ جو اہل سلوک و اہل عشق کہہ گئے
ہیں کلام مجید میں ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ اس کے معنی امام زاہد
لکھتے ہیں کہ نہیں پیدا کیا جن و انس کو مگر واسطے کہ وہ بندگی کریں۔ اہل سلوک کا قول
ہے کہ لِيَعْبُدُونِ اے لِيَعْرِفُونِ۔ یعنے عبادت کرنے کے لیے یا معرفت کے
لیے کیونکہ جب تک معرفت نہ ہوگی لطف عبادت کیا ملے گا۔ عشق مجازی میں دیکھ
لو۔ جب تک کوئی کسی کو دیکھتا نہیں عاشق نہیں ہوتا۔ اور عاشق ہونے کے بعد
محبوب کے متعلقین کی مدد کے بغیر محبوب تک رسائی نہیں ہوتی۔ اسی طرح حقیقت و
طریقت کا حال ہے کہ جب تک خدائے عزوجل کو نہیں پہچانتا اور اُس کے اولیا سے
دوستی نہیں کرتا۔ یعنی اپنے تئیں ان کے پلے سے نہیں باندھ دیتا۔ طاعت و عبادت میں
کیفیت نہیں پاتا۔ اِس کے بعد شیخ الاسلام ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا۔ ندائے الست بربکم
سے مراد یہی شناخت دوست ہے۔ یکایک محمد شاہ نامی حضرت اوحد کرمانی رح
کے سامنے گانیوالا ایک قوال بھی اپنی ٹولی کے ساتھ آگیا۔ شیخ جمال الدین ہانسوی
اور شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہما حاضر تھے۔ حضرت نے قوالوں سے فرمایا

کچھ سناؤ۔ اُنہوں نے گانا شروع کیا۔ شیخ الاسلام کھڑے ہو گئے اور رقص کرنے لگے۔ ایک دن رات یہی حالت طاری رہی۔ نماز کے وقت نماز پڑھ لیتے اور پھر سماع میں آجاتے۔ غزل یہ تھی ؎

ملامت کردن اندر عاشقی راست — ملامت کے کند آنکس کہ بیناست

نہ ہر تر دامنے را عشق زیبد — نشانِ عاشقی از دور پیداست

نظامی تا توانی پارسا باش — کہ نورِ پارسائی شمع دلہاست

ہوشیار ہوئے تو سلوک پر گفتگو چھڑ گئی۔ فرمایا۔ اہل سماع وہ لوگ ہیں جن پر حالت تحیر و استغراق میں اگر سو ہزار تلواریں چلائی جائیں تو بھی اُنہیں مطلق خبر نہ ہو جس وقت انسان دوست کی محبت میں محو ہوتا ہے اُسے دنیا و مافیہا کی سوجھ نہیں رہتی۔ کوئی آئے کوئی جائے وہ نہیں جانتا کہ کیا ہوا۔ اس کے بعد چند درویشوں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم مسافر ہیں۔ جانا چاہتے ہیں۔ مگر خرچ نہیں۔ شیخ الاسلام کے سامنے کچھ خستہ کھجوریں رکھی تھیں وہی اُٹھا کر درویشوں کو دے دیں۔ اور کہا جاؤ۔ جب درویش باہر آئے۔ اُنہوں نے آپس میں کہنا شروع کیا۔ کہ ان خستہ کھجوروں کا کیا بنائیں۔ لاؤ یہیں پھینک چلیں نظر جو پڑی تو اشرفیاں تھیں۔ مان گئے۔ اور پھر حاضر ہوئے۔ موذن نے اذان دی۔ خواجہ نماز میں مشغول ہوئے۔ خلق اور دعا گو بھی چل دیے +

۲۹۔ شعبان ۶۵۵ھ روز پنجشنبہ

دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی حاضر خدمت تھے۔ اور بال کترنے پر بحث ہو رہی تھی۔ ارشاد ہوا۔ میں نے سیر العارفین میں پڑھا ہے کہ جب کوئی مسلمان چاہے کہ کسی پیر کامرید ہو تو اول غسل کرے اور اگر بن سکے تو رات بھر جاگے۔ اور اپنی بھلائی کے لیے حضرتِ حق میں ملتجی رہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو خیر جمعرات کے دن“

چاشت کے وقت یا دو شنبہ کو بھی سب دوستوں اور عزیزوں کو جمع کر کے پیر کے
پاس جائے۔ پھر پیر قبلہ رو ہو کر بیٹھے۔ اور دو رکعت استخارہ پڑھے۔ اس کے بعد
مرید کو سامنے بٹھا کر آیات متبرکہ پڑھے اور اسپر پھونکے۔ اور مرید سے استغفار کرا لے
اور مستقبل قبلہ بٹھا کر قینچی ہاتھ میں لے۔ اور تین مرتبہ بآواز تکبیر کہے قینچی چلانے کے متعلق
مشائخ میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ تکبیر پڑھتے وقت نفس امارہ کی طرف متوجہ ہو
اور سمجھے کہ آج اس سے جنگ کرنی ہے۔ بالکل وہی حالت ہو جیسی ایک غازی لشکر
اسلام کی لڑائی کے وقت ہونی چاہیئے۔ تکبیر بالجہر سے مدد کے لیئے فرشتے آ جاتے ہیں
پھر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے اور کوئی وسوسہ نہ آنے دے۔ تیسری
تکبیر سے فارغ ہو کر ایک بار کلمۂ توحید اور بیس دفعہ صلوٰۃ اور ایک دفعہ استغفار کہے
جب سب کچھ ہو چکے تو ایک بال مرید کی پیشانی سے لیلے۔ اور کہے بادشاہوں کے
بادشاہ! تیری درگاہ سے بھاگا ہوا غلام پھر تیرے حضور میں آیا ہے۔ اور چاہتا ہے
کہ تیری عبادت کرے۔ اور جو کچھ ماسوا ہے اس سے بیگانہ ہو جائے۔ اس کے بعد
ایک بال پیشانی کی دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے کترے۔"

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ صرف ایک بال پیشانی سے لیلے۔ زیادہ کی ضرورت نہیں
حسن بصری رح امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک ہی بال
لیتا بہتر ہے۔ حضرت علیؓ اہل صفہ کے خلیفہ ہیں۔ اور یہ حدیث انکی شان میں آئی ہے
انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ اس کے بعد دعاگو نے عرض کیا کہ حضور یہ قینچی چلانیکی
رسم کہاں سے پیدا ہوئی۔ فرمایا۔ مہتر ابراہیم علیہ السلام سے۔ صلوات اللہ علیہ وعلی نبینا
اور انہیں تلقین کیا تھا جبرئیل علیہ السلام نے۔ پھر اسی کے متعلق ارشاد فرمایا۔ ایکدن
حبیب عجمی اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ کوئی شخص آیا
اور بولا۔ میں فلاں فلاں کا مرید ہوں۔ آپ نے پوچھا۔ تمہارے پیر نے تمہیں کیا تعلیم دی ہے

اُس نے کہا میرے پیر نے بال تو کترے تھے باقی تعلیم وغیرہ کچھ نہیں دی۔ دونوں بزرگوں نے چلا کر کہا "ہو مُضل و ضال" یعنی وہ خود بھی گمراہ ہے اور اوروں کو بھی گمراہ کرتا ہے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ پیر کو چاہیئے کہ مرید کرنے سے پہلے مرید کو جانچ لے"۔ اس کے بعد شیخ الاسلام نے تمام حاضرین سے خطاب کیا کہ شیخ کو ایسا ہونا چاہیئے کہ جب کوئی اُس کے پاس بہ نیت ارادت آئے تو نظر نور معرفت سے ارادتمند کے سینے کو صیقل دیدے تاکہ اس میں کسی قسم کی کدورت باقی نہ رہے اور مانند آئینہ کے روشن ہو جائے اگر یہ قوت نہیں ہے تو مرید نہ کرے۔ کیونکہ اس سے بیچارے گمراہ کو کیا حاصل ہوگا ارشاد ہوا جب کسی پیر یا صاحب ولایت کی مریدی کی خواہش کرے تو چاہیئے کہ پہلے اُس کے نفوس ثلثہ کی حرکات و سکنات پر غور کرے اور دیکھے کہیں وہ پوشیدہ طور پر نفس امارہ کے قبضے میں تو نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الخ پھر نفس لوامہ پر توجہ کرے کہ کہیں اسمیں تو مبتلا نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا اقسم بالنفس اللوامۃ۔ اس کے بعد نفس مطمئنہ پر نظر ڈالے قال اللہ تعالیٰ۔ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اخیر میں قلب کو دیکھے کہ وہ بھی سلیم ہے یا نہیں۔ اِن سب مرحلوں سے فارغ ہو کر اپنے ضمیر کو روشن کرے اور ہاتھ دیدے۔ اگر کوئی شخص سنت اہل سلوک کے مطابق مقراض رانی اور مقراض گیری نہیں جانتا۔ وہ گمراہ ہے اور اس غریب کو بھی ضلالت میں ڈالتا ہے جو اُسکا مرید ہوتا ہے۔ یہ جملہ کہکر شیخ الاسلام چشم پر آب ہو گئے اور فرمانے لگے۔ جبدن بشر حافی نے توبہ کی تھی۔ اس روز کا قصہ ہے کہ آپ پشیمان ہوتے ہوئے خواجہ جنید بغدادیؒ کی خدمت میں آئے اور اُن کے ہاتھ پر تائب ہوئے۔ حضرت نے رسم مقراض اور خرقہ آپ کو تعلیم کی۔ اِس کے بعد بشر حافی چلے آئے۔ اور جتنے زمانہ تک جئے برہنہ پا رہے پوچھنے والے نے پوچھا۔ خواجہ جوتی کیوں نہیں پہنتے۔ فرمایا میری

مجال نہیں کہ بادشاہوں کے فرش پر جوتی پہنکر پھروں۔ ایک تو سبب یہ ہے دوسرا بھی سن لیجئے جیدن خدائے عزوجل سے معاملہ کیا ہے اسروز ننگے پیر تھا۔ اس لیے اب جوتی پہنتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اہل سلوک کا قول ہے کہ جو شیخ مریدوں کو قانون مذہب و سنت و جماعت پر نہیں چلاتا۔ اور اپنی حالت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق نہیں رکھتا وہ راہزن ہے۔ دھوئیں سے آگ کا پتہ چلتا ہے۔ اور مرید سے پیر کا۔ یہ جو بیسیوں آدمی گمراہی میں پڑے دکھائی دیتے ہیں پس اسکی وجہ کیا ہے۔ کہ ان کو پیر کامل نہیں ملے۔ مقراض کا معاملہ ایک الٰہی رمز ہے جس کا انکشاف کسی پر نہوا۔ اگرچہ بعضوں نے مطلب برآری کی ہے کہ اس قینچی سے بندہ اور مولے کے درمیان جو پردے ہوتے ہیں وہ کٹ جاتے ہیں پھر فرمایا۔ مومن کے دل کی درگاہ خداوندی میں بڑی قدر و منزلت ہے۔ لیکن لوگ اس کی اصلاح نہیں کرتے۔ لاجرم وہ ضلالت اور گمراہی میں ہیں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قلب المؤمن عرش اللہ تعالیٰ۔ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہوتا ہے۔ بعدازاں ارشاد کیا کہ جس درویش کے آگے ابھی حجاب کے ستر پردے پڑے ہوئے ہوں جس تک نور اسی روشنی نہ پہنچی ہو اور جو مقراض اور خرقہ کا علم نہ رکھتا ہو وہ اگر چاہے کہ لوگ اس کے مرید ہوں تو سمجھو گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرتا ہے درویش کو عالم اور صاحب قوت ہونا چاہیئے تاکہ مقراض چلا سکے۔ اور خرقہ پہننے میں اس سے کوئی فعل خلاف سنت و جماعت نہ سرزد ہو جائے۔ اس کے بعد فرمایا کہ خواجہ شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ دلیل العارفین میں لکھتے ہیں۔ جو فقیر خلق سے علیحدہ نہ رہتا ہو۔ جان لو کہ وہ خدا سے دور ہے۔ کیونکہ عوام کی صحبت فقیر کے لیے خالی از مضر نہیں۔ اس سے سالک مولیٰ کے رستہ میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے سلک سلوک مصنفہ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ میں پڑھا ہے کہ سالک راہ طریقت کو چاہیئے کہ بے ضرورت

گھر سے نہ نکلے۔ اور لوگوں میں زیادہ نشست و برخاست نہ رکھے۔ ہاں مجلس علماء میں
جائے مگر وہاں بھی فضول گفتگو نہ کرے۔ پھر دیکھئے کہ اُسکی عبادت کیا رنگ لاتی ہے
اور اسکا ضمیر کس قدر روشن و منور ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ جب پیر مرید کے سر پر
قینچی چلائے تو پہلے مرید کو نہلوا دے۔ اور پھر اُس کے مُنہ میں اپنے ہاتھ سے کچھ شیرینی
دے۔ اور تین دفعہ کہے کہ لے خدا اپنے بندے کو اپنی طلب میں پر لطف ذوق بخش
اس کے بعد اگر خلوت مناسب سمجھے تو خلوت کرے ورنہ سکوت و ارادات کی تعلیم
دیوے۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ اسرار العارفین میں لکھا ہے کہ خلوت بعض
کے نزدیک یا لیس ۴۰ دن کی ہونی چاہیئے۔ اور بعض کے نزدیک ستر ۷۰ دن کی
اور بعض کے نزدیک ننانوے دن کی۔ لیکن ننانوے ۹۹ دن کی خلوت معتبر ہے جو
شیخ عبد اللہ تستری سے مروی ہے۔ مگر طبقہ جنیدیہ میں بارہ سال آئے ہیں اور
طبقہ بصیریہ میں تین ۳ سال۔ ریاضت سے مطلب یہ ہے کہ نفس امارہ مغلوب ہو
اور گوشہ نشینی سے مراد یہ کہ سگِ نفس کو محبوس کیا جائے۔ بہت سے مشائخ
کے نزدیک مراقبہ کرنا ہی سلوک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تنہائی میں سوائے مراقبہ کے
کے کچھ نہ کرو۔ عزلت نشینی کے وقت سر کو جامہ سے ڈھک لینا چاہیئے۔ تاکہ اُس کی
برکت سے اس میں روشنی پیدا ہو جائے۔ خرقہ ان ہی کاموں کے لیے دیا جاتا ہے۔ بعض مشائخ نے
کہا ہے مثلاً خواجہ فضیل عیاض و خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما۔ کہ پیر کو لازم ہے کہ اول
اپنی ٹوپی مرید کے سر پر رکھ دے۔ پھر اس کے بعد تین ذکر کرے۔ ذکر تین ہیں۔ اوّل
لا الہ الا اللہ دوم سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر سوم
یا حی یا قیوم۔ اگر پہلا ذکر اختیار کیا جائے تو اسکا قاعدہ یہ ہے کہ نو دفعہ لا الہ الا اللہ
کہے اور دسویں دفعہ محمد رسول اللہ پھر اکیس دفعہ سبحان اللہ پڑھے۔ بعد ازاں
تین ۳ دفعہ یا حی یا قیوم۔ لیکن یہ کل اس طرح پڑھنا چاہیئے کہ حاضرین بھی سنیں اور

حظ اُٹھائیں لیکن ایسا چیخکر نہیں کہ دوسرے گھروں تک آواز جائے۔ اس کے بعد فرمایا کہ طبقہ جنیدیہ میں ۱۲ دفعہ کا حکم ہے۔ اور میں بھی اس سے متفق ہوں۔ پھر ارشاد ہوا کہ ذکر اس شان میں کرنا چاہیئے کہ بدن کا رونگٹا رونگٹا زبان کا کام دے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام جب ذکر کرتے تھے تو ایسے بیخود ہو جاتے تھے کہ صحرا کی طرف منہ کر لینے اور علیات شوق سے چلا چلا کر پکارتے کہ اے وہ جو مکان سے منزہ اور پاک ہے چل میرا دل تیرے ذکر سے پُر ہو گیا۔ اگر سوائے تیرے نام کے کوئی لفظ میری زبان سے نکلے تو میں مرجاؤں۔ بعد از ان فرمایا کہ خواجہ یوسف چشتی قدس اللہ سرہ العزیز نے شرح الاسرار میں لکھا ہے کہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ شیخ و مرید کی مثال دایہ اور بچے کی سی ہے جس طرح بچہ کوئی بدخوئی کی حرکت کرتا ہے تو دایہ اسے دوسرے اچھے کاموں میں مشغول کر کے خوشدل اور نیک بنانے کی سعی کرتی ہے۔ اسی طرح پیر بھی مرید سے کبھی ذکر کراتا ہے اور کبھی تلاوت قرآن پڑھواتا ہے تاکہ کہیں اسکا دل کسی خراب بات کی طرف نہ لگ جائے۔ اس کے بعد فرمایا۔ ہاں یہ بھی ارشاد ہے کہ فقیر اہل دنیا کے ساتھ زیادہ خلا ملا نہو۔ ان سے بہت صحبت نہ رکھے کیونکہ انکی صحبت سے فقیر کا دل پریشان ہو جاتا ہے کوئی چیز درویش کے لیے تونگروں کی صحبت سے بڑھکر مضر نہیں۔ فقیر کے دین و دنیا گوشہ ہی میں ٹھیک ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ بس پیر و مرید کی یہ کیفیت ہونی چاہیئے جو اسوقت بیان کی گئی۔ اگر کسی کو ایسا شیخ کامل نہ ملے جس کی کتب اہل سلوک پر نظر ہو یا جو پورے طور سے بزرگان سلف کی اتباع نہ کر سکتا ہو تو سوچ سمجھکر مرید ہونا چاہیئے۔ پھر فرمایا کہ شیخ پر واجب ہے کہ مرید کو وصیت کرے کہ وہ بادشاہوں اور امیروں کی صحبت سے بچے۔ اور طالب شہرت و ثروت نہ بنے۔ زیادہ گوئی سے احتراز کرے۔ اور بے حاجت کہیں نہ جائے کیونکہ یہ سب باتیں دنیا والوں کی ہیں۔ اور حُب دنیا کل خطاؤں کی جڑ ہے۔ حُبُّ الدُّنیا

رأس کل خطیئۃ۔ پھر فرمایا کہ بچاٹے کو ضرورت بے ضرورت نہ چھوڑنا چاہیئے کیونکہ
اصحاب طریقت کہہ گئے ہیں کہ جب کوئی شخص روز روز طلب دنیا میں پھرتا ہے تو اُسے
علم حلال و حرام نہیں رہتا۔ اور اگر کوئی صوفی سلوک و سجادہ کو چھوڑ کر کوچہ و بازار کا چکر
لگاتا ہے تو وہ بھی کھو کھلا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ابوبکر شبلی فرماتے
ہیں کہ راہ قبول پر چلنے والے کی علامت یہ ہے کہ جس طرح ہو جمعہ کی شب کو جاگ
کر گزارے۔ اور اس میں ذکر یا تلاوت یا نماز خوانی کرتا رہے۔ لیکن نماز پڑھنی افضل ہے
کیونکہ ارشاد ہے الصلوٰۃ معراج المومنین اس کے بعد فرمایا کہ اہل سلوک کا قول ہے
کہ اصل سلوک ریاضت اور ثمرہ ارادت ہے۔ اس لیئے بندے کو چاہیئے کہ جہاں تک
ہو سکے ہمنشینی اغنیا و ملوک سے محترز رہے۔ اور نفسانی خواہشات کو مارے۔ اور
صالحین کی صحبت اختیار کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے صحبۃ الصالحین
نور و رحمۃ للعالمین + الحمد للہ علی ذلک۔

۱۱ شعبان ۵۵۵ہجری

دولت پائے بوسی نصیب ہوئی۔ ان لوگوں کا تذکرہ جاری تھا جو نماز میں مشغول ہوتے
ہیں تو بسبب استغراق خود کو بھی بھول جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جب میں غزنین
میں مسافر تھا تو میں نے چند درویشوں کو دیکھا کہ بے حد ذاکر و شاغل تھے۔ شب کو انہیں
کے پاس قیام کیا صبح ایک نزدیک کے حوض پر وضو کرنے گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ وہاں
ایک اور نہایت ضعیف بزرگ بیٹھے ہیں۔ میں نے اُن کا حال دریافت کیا۔ کہنے
لگے۔ بہت عرصہ سے مجھے عارضہ شکم ہے۔ اس نے یہ کیفیت کر دی۔ میں نے وہ دن
اُن کی صحبت میں گزارا۔ جب رات آئی تو معلوم ہوا کہ ہر شب ایک سو بیس رکعت نماز پڑھتے
ہیں جتنی مرتبہ قضائے حاجت کے لیے جاتے اتنی دفعہ آکر فوراً غسل کرتے اور
دوگانہ نماز پڑھتے۔ چنانچہ میں نے اس کا خوب تجربہ کیا۔ ایک دن اسیطرح وہ غسل

کرنے تالاب میں اُترے۔ اور اُس میں سے نکلکر جان بحق تسلیم ہو گئے۔ یہ کہکر شیخ الاسلام رونے لگے۔ اور ارشاد کیا۔ زہے راسخ الاعتقادی کہ آخر دم تک اُس کی بندگی میں قاعدے اور ضابطہ کو ترک نہ کیا۔ اور اُسے کمال تک پہنچا کر جان دی" پھر فرمایا تکلیف و زحمت اُٹھانے کے بعد ہی انسان کو گناہ سے بچنے کا خیال ہوتا ہے جس سے اسکی خیر ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک دن میں بخارا میں شیخ سیف الدین باخرزی کے پاس حاضر تھا۔ کوئی شخص اُن کی خدمت میں آیا۔ اور سلام کر کے بولا" اے امام! میرے پاس کچھ مال ہے اسمیں عرصہ سے گھاٹا ہو رہا ہے۔ اور کبھی کبھی اعضا بھی دُکھتے ہیں" آپ نے فرمایا "زکوۃ کے دینے میں کوئی کمی ہوئی ہوگی۔ اور مرض کا آنا تو دلیل ایمان ہے" پھر اسی گفتگو میں ارشاد کیا کہ اصحاب تابعین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ قیامت کے روز فقرا کو ایسے درجے ملیں گے کہ خلق ہاتھ ملے گی۔ کہ کاش ہم دنیا میں فقیر کیوں نہ ہوئے! اور مریضوں کو وہ اجر ملیگا کہ لوگوں کو حسرت ہوگی کہ ہم بھی زندگی بھر رنجور رہے ہوتے اور ان مرتبوں کو پہنچتے۔ اس کے بعد فرمایا کہ آدمی کو چاہیئے کہ ہر درد و رنج کے وقت اُسکی علت پر غور کرے۔ کیونکہ اپنے نفس کا علاج اپنے ہی سے خوب ہوتا ہے یہ کہکر شیخ الاسلام چشم پر آب ہو گئے۔ اور یہ مثنوی زبان مبارک پر آئی ؎

اے بسا شیرا کاں ترا آہو ست　　اے بسا درد کاں ترا دوست

بعد ازاں اس مسئلہ پر بحث شروع ہوئی کہ درویشوں سے ہمیشہ عقیدت اور حسن ظن رکھنا چاہیئے تاکہ اُن کی برکت سے اللہ تمہیں اپنے سایہ میں لیلے۔ فرمایا شیر خاں والی اوچھ و ملتان مجھسے مخالفت رکھتا تھا۔ میں نے بارہا یہ بیت اُس کے حق میں دہرائی ؎

افسوس کہ از حال منت نیست خبر　　آنگہ خبرت شود کہ افسوس خوری

آخر ایک ہی سال میں کفار نے اُس پر چڑھائی کی اور اُسے برباد کر دیا +

پھر اسی محل میں ارشاد کیا کہ ایک دن میں سیوستان میں شیخ اوحد کرمانی کی خدمت میں پہنچا

رحمتہ اللہ علیہ شیخ نے مجھے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ زہے سعادت کہ میرے پاس آئے
غرض کہ میں جماعت خانے میں بیٹھا تھا کہ دس درویش صاحب نعمت تشریف لائے اور
آپسمیں کرامت و بزرگی پر گفتگو کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اُن میں سے ایک نے
کہا کہ اگر کوئی شخص صاحب کرامت ہی تو اُسے چاہیئے کہ اُسکو ظاہر کرے۔ سب نے کہا اول
تم ہی کچھہ دکھاؤ۔ شیخ اوحد کرمانی رحمتہ بھی اُنکی طرف رخ کیا اور بولے کہ اس شہر کا حاکم
ان دنوں مجھہ سے بگڑا ہوا ہے۔ اور مجھے روز کچھہ نہ کچھہ تکلیف دیتا رہتا ہے۔ لیکن آج وہ
میدان سے سلامت نہیں آسکتا۔ اِن الفاظ کا شیخ کی زبان سے نکلنا تھا کہ ایک شخص
باہر سے آیا۔ اور خبر سنانے لگا کہ بادشاہ شیر و شکار کو گیا تھا۔ اور اُس وقت گھوڑے
سے گر کر اسکی گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ اسپر درویشوں نے دعاگو کی طرف دیکھا۔ اور کہا
تم کہو۔ میں نے مراقبہ کیا اور تھوڑی دیر بعد سر اُٹھا کر کہا۔ آنکھیں سامنے کرو۔ سب نے تعمیل
کی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ میں اور وہ سب خانہ کعبہ میں کھڑے ہیں۔ آخر ایسا ہی ہوئی اور سب نے
اقرار کیا کہ بے شک یہ درویش ہے۔ اس کے بعد میں نے اور شیخ اوحد کرمانی نے اُن
درویشوں سے سوال کیا کہ ہم اپنا کام کر چکے۔ اب تمہاری باری ہے۔ یہ سنکر سب نے
اپنے اپنے سر خرقوں میں کر لیے۔ اور اندر ہی اندر غائب ہو گئے۔ اِس کے بعد شیخ
الاسلام نے راقم دعاگو کو مخاطب کیا کہ اے مولانا نظام الدین! جو خدا کے کام میں لگا
ہوا ہے۔ خدا اُس کے کام بنا تا رہتا ہے۔ یعنی جو خدمت حق تعالیٰ میں کمی نہیں کرتا۔ اور
جسکے تمام افعال رضائے دوست کے موافق ہوتے ہیں۔ اور جو اپنے نفس کیلئے ہر وقت
غازی بنا رہتا ہے۔ خدا بھی اُسکی مرضی کے خلاف کچھہ نہیں کرتا۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک
دفعہ میں بدخشاں گیا۔ وہاں بہت سے بزرگ اولیاء اللہ تھے۔ چنانچہ عبدالواحد نبیرہ
شیخ ذوالنون مصری قدس اللہ سرہ العزیز جنھوں نے شہر کے باہر ایک غار میں اپنا مسکن
بنا رکھا تھا۔ جب مجھے اُن کی کیفیت معلوم ہوئی تو اُن کے پاس گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ نہایت

زار و نزار ہیں۔ اور ایک پاؤں غار کے اندر اور ایک غار کے باہر کئے عالم تحیر میں کھڑے
ہیں میں نے نزدیک پہنچکر سلام کیا۔ فرمایا کیسے آئے۔ اس کے بعد تین شبانہ روز منتظر رہا
کوئی کلمہ زبان سے نہ سنا۔ تیسرے دن عالم صحو میں آئے اور بولے۔ اے فرید میرے
قریب مت آیو ورنہ سوختہ ہو جائے گا۔ اور نہ مجھہ سے دور ہو کیونکہ پتھر مسحور ہو جائیگا
ہاں میرا ماجرا سن۔ آج ستر سال ہو گئے کہ اس غار میں استادہ ہوں۔ ایک دن ایک عورت
یہاں سے گذری۔ میرا دل اُسکی طرف مائل ہوا۔ چاہا کہ باہر نکلوں۔ اتنے میں ہاتف غیب نے
آواز دی "کہ اے مدعی عہد! تو تو کہتا تہا کہ قطع ماسوے اللہ کر دیا" میں اتنا سنتا
تہا کہ میرا باہر آیا ہوا پیر باہر رہ گیا۔ اور اندر کا اندر۔ اس حال کو تیس سال گزر گئے۔ عالم
تحیر میں ہوں۔ اور ڈر ہے کہ قیامت کے دن اس منہ کو کیونکر سامنے کر سکوں گا۔ بڑی
شرمندگی ہے۔" اس کے بعد ملک المشائخ نے فرمایا۔ کہ رات وہیں پوری کی۔ دیکھا کہ بوقت
افطار کچھہ دودہ اور کچہہ خرمے ایک طباق میں لگے ہوتے اُن بزرگ کے سامنے آئے
خرمے شمار میں دس تھے۔ ارشاد کیا کہ میرے واسطے ہر روز صرف پانچ خرمے آیا کرتے
تھے۔ آج یہ دس تمہاری وجہ سے بھیجے گئے ہیں۔ آؤ دودہ لو۔ اور روزہ افطار
کرو۔ میں نے اپنے سر کو زمین پر رکھا اور اس کھانے کو کھا لیا۔ بعد ازاں وہ شیخ
اپنے عالم میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں بدخشاں کا خلیفہ آیا۔ اور سجدہ تعظیمی کر کے کھڑا
ہو گیا۔ سوال کیا "کیا حاجت لائے ہو" بولا کہ والی سیوستان نے میرا مال غصب
کر لیا ہے۔ اجازت دیجئے کہ اس کا مقابلہ کروں" آپ مسکراتے اور سامنے پڑی
ہوئی ایک لکڑی کو سیوستان کی طرف کر کے گویا ہوتے۔ کہ میں مارے دیتا ہوں
خلیفہ یہ سنکر چلدیا۔ کچھہ زمانہ نہ گذرا تہا کہ لوگ اُسکا مال لیکر آئے۔ اور قصہ سنانے
لگے کہ والی سیوستان دربار عام میں بیٹھا احکام جاری کر رہا تہا کہ ایک لکڑی دیوار
میں سے نمودار ہوئی۔ اور ایسے زور سے اُسکی گردن پر پڑی کہ گردن جدا ہو گئی۔ اس کے بعد

ایکدن اُسنے اپنے مشیروں سے پوچھا کہ اسکی کیا ترکیب کرنی چاہیئے۔ ایک زیرمکار آگے بڑھا۔ اور کہنے لگا کہ شہر میں جتنے پڑھے لکھے مولوی مُلّا ہیں سب کو قتل کرا دیجئے جب وہ نہ رہیں گے تو کوئی اسلام کا نام بھی نہ لیگا۔ اور جو حضور چاہیں گے ہو جائیگا بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ اور کہکے پوچھا "اب"۔ بولا! کاتبوں کو بھی مروا دیجئے تا کہ کل لکھنا پڑھنا ہی موقوف ہو جائے"۔ اس کی بھی تعمیل کی گئی۔ اور مسلمان گمراہی میں پڑنے لگے المختصر ان کاتبوں میں ایک بزرگ بھی گرفتار ہوئے جو حضرت خواجہ حسن بصری کے نواسوں میں سے تھے۔ ان کو دیکھتے ہی بادشاہ تخت چھوڑ کر نیچے اتر آیا اور بڑی معذرت کے ساتھ اُنہیں رہا کر دیا۔ اور خلعت خاص دیا اور جب وہ بزرگ چلے گئے تو حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا کہ جب یہ میرے سامنے آئے تو میں نے دیکھا کہ ان کے دائیں بائیں دو عظیم الشان اژدہے منہ کھولے ہوئے کھڑے ہیں۔ اور آگ کے شعلے نکال رہے ہیں۔ اور مجھ سے کہتے ہیں کہ انہیں چھوڑ دے۔ ورنہ ہم تجھے زندہ نگل جائیں گے۔ پھر لوگوں نے ان بزرگ سے پوچھا کہ آپ کی کیونکر بریت ہوگئی۔ انہوں نے فرمایا۔ میں اکثر یہ پڑھا کرتا ہوں حَسْبُنَا اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيرُ۔ پس جو شخص ان کلمات کا ورد رکھے گا۔ اُسے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا +

بعد ازاں شیخ الاسلام نے ارشاد کیا کہ تیسرے مجھے اُن آدمیوں پر تعجب آتا ہے جو کسی کے مکر سے ڈرتے ہیں۔ اور یہ آیت نہیں پڑھتے اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ط۔ کیونکہ ارشاد ربی ہے فَوَقَاهُ اللّٰهُ السَّيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا۔ پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ جب وقت حجاج بن یوسف کے پاس تشریف لیجاتے تھے تو یہی آیت پڑھا کرتے تھے۔ اور حجاج بن یوسف کہا کرتا تھا کہ میں جسقدر حسن بصری سے ڈرتا ہوں اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ جب وہ

تشریف لاتے ہیں میرے تمام اعضا میں لرزہ چھوٹ جاتا ہے۔ اور مجھے دو شیر اُنکے
ساتھ آتے معلوم ہوتے ہیں۔ جو مجھکو ذرہ ذرہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد
ہوا۔ کہ سچ تو یہ ہے مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے جو بہشت کے مشتاق ہیں اور یہ
نہیں پڑھتے۔ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ فَعَسٰی
رَبِّیْٓ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ۔ پھر فرمایا کہ میں نے آثار تابعین میں پڑھا
ہے کہ ایک جوان از حد فاسق ہمیشہ گناہوں میں مبتلا رہتا تھا۔ مگر سوتے وقت
اس کلمہ کو بہت پڑھتا تھا جب وہ مرا تو لوگوں نے اُسکو خواب میں بہشت کے اندر
پھرتے دیکھا۔ دریافت کیا تو راز کھلا کہ کلمۂ مذکورہ بالا کے صدقے میں نجات ملی

بعد ازاں قبر کے خوف اور منکر نکیر کی ہیبت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔
ارشاد ہوا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میں تمہیں ایک
بات بتاتا ہوں۔ اگر اسے کروگے تو منکر نکیر سے خوف نہ کھاؤ گے۔ شب جمعہ میں
دو رکعت نماز ادا کیا کرو۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص پچاس
پچاس بار۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ اس کے عامل رہے۔ شرح اولیا میں لکھا ہے
کہ ان کے انتقال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کہو منکر نکیر سے
کیا معاملہ رہا۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ پہلے تو مجھپر ان کی بڑی ہیبت چھائی۔ اور
انہوں نے میرے ایک گرز بھی لگایا۔ مگر آخر حکم آیا کہ اس بندے کو چھوڑ دو۔ اس کے
بعد ارشاد ہوا کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس سے دریافت کیا کہ
آپکے پاس حفظ کے واسطے بھی کوئی چیز ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ جو شب جمعہ میں دو رکعت
نماز پڑھے گا۔ ہر رکعت میں الحمد کے بعد اذا زلزلت الارض پندرہ بار۔ وہ
اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام قطب الدین بختیار
اوشی رح کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور بہت سے مشائخ کبار بھی موجود تھے کہ خوف قبر پر

گفتگو چھڑ گئی۔ مولانا شہاب الدین نے کہا۔ کہ جو شخص یہ ورا و اپنی کتاب میں لکھ لے اور اُن کی مداومت رکھے وہ قبر کے عذاب سے مامون رہیگا۔ سورۂ واقعہ۔ سورۂ مزمل سورۂ والشمس۔ اور واللیل۔ اور الم نشرح۔ اِس کے بعد ایک دوسرے درویش نے فرمایا کہ ایک بزرگ کا انتقال ہوا جو خاندان چشت سے تعلق رکھتے تھے۔ جب اُن کو سپرد زمین کر چکے تو اُسیوقت فرشتے نازل ہوئے اور اُن سے سوالات کرنے لگے درویش نے خوب جواب دیے۔ یہاں تک کہ اُنکی قبر منور ہو گئی۔ کسی نے اُنہیں خواب میں دیکھکر پوچھا کیا حال ہے۔ بولے۔ میری حق تعالیٰ نے مغفرت کر دی۔ اور نہایت مہربانی فرمائی اور ارشاد کیا کہ ہم نے تجھکو اِس عمل کے سبب بخشا ہے۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ احادیث میں مسطور ہے۔ جو شخص فرض کے بعد تین بار سورۂ اخلاص اور تین بار درود اور اُس کے بعد ایک بار یہ آیت وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝ پڑھے گا۔ اللہ تعالےٰ اُسے تین نعمتیں عطا فرمائیگا۔ (۱) درازی عمر۔ (۲) مال بسیار (۳) برخورداری کہ بے حساب جنت میں داخل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ شیخ الاسلام یہ بیان فرما رہے تھے کہ اذان ہو گئی۔ شیخ الاسلام نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور خلق دعاگو رخصت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ✤

بتاریخ ۲۰۔ ماہ مذکور ۶۵۵ھ

سعادت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ چاشت کا وقت تھا۔ اور حضرت جماعت خانے میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک گروہ مسافروں کا حاضر ہوا۔ حضرت نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ مولانا نظام الدین جو کچھ تجھ سے چاہیں پائیں

اِس کے بعد درود شریف کے بارے میں گفتگو ہونے لگی۔ارشاد ہوا کہ آثار مشائخ میں وارد ہے۔اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔اور ایک لاکھ نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اُس کا شمار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔پھر فرمایا کہ صحابہ و تابعین اور مشائخ طبقات نے درود شریف کا وظیفہ مقرر کیا تھا۔اگر کسی دن اُن کا یہ وظیفہ فوت ہو جاتا تو وہ اپنے تئیں مردہ سمجھتے۔اور ماتم کرتے۔کہ آج کی رات ہم مر گئے تھے اگر زندہ ہوتے تو سرورِ کائنات پر درود بھیجتے۔اس کے بعد ارشاد کیا۔کہ ایک مرتبہ خواجہ یحییٰ بن معاذ رازی کا وظیفۂ درود فوت ہو گیا۔اور وہ تین ہزار بار درود پڑھا کرتے تھے۔خیر جب وہ صبح اُٹھے تو اس طرح ماتم میں مشغول ہوئے کہ گویا سچ مچ کوئی مر گیا۔لوگ آتے اور استفسار حال کرتے۔خواجہ یحییٰ بن معاذ رح اسی کیفیت میں مبتلا تھے کہ ہاتف نے آواز دی کہ یحییٰ! جتنا میں تجھے درود پڑھنے کا ثواب دیتا اُس سے سَو گنا اب دیا گیا۔اور تیرا نام درود پڑھنے والوں میں آج ہی لکھ دیا گیا ہے۔
اِس موقع پر شیخ الاسلام چشم پُرآب ہوئے اور یہ حکایت فرمانے لگے۔کہ ایک شب خواجہ سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور اپنا روئے مبارک اُن سے چھپاتے ہیں۔خواجہ سنائی رح دوڑے اور قدموں کو بوسہ دیکر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ صلعم! میری جان آپ پر قربان کیا سبب ہے جو آج مجھے یہ محرومی ہو رہی ہے۔حضور نے خواجہ سنائی کو گلے سے لگا لیا۔اور فرمایا کہ بھئی تم نے اس قدر درود خوانی کی ہے کہ مجکو تم سے شرم آتی ہے بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا سبحان اللہ! یہ بھی بندگانِ خدا ہیں جن کی کثرتِ درود خوانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محجوب ہوتے ہیں۔ہزار رحمت اُنکی روحوں پر

پھر اسی محل میں فرمایا کہ یہودیوں کا ایک گروہ بیٹھا تھا۔ ایک مسلمان فقیر نے آکر اُس سے سوال کیا۔ اسیوقت اتفاقاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی سامنے سے گزرے۔ یہودیوں نے آپ کو دیکھکر بطور تمسخر کہا کہ دیکھو شاہ جوانمرداں آ رہے ہیں۔ وہ مسلمان فقیر امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے فقر و فاقہ کا حال بیان کرنے لگا۔ آپ سمجھ گئے کہ اسے میرے پاس آزمائش کے لیے بھیجا گیا ہے۔ لیکن اسوقت آپکے پاس تھا کچھ نہیں۔ آپ نے اسکا ہاتھ پکڑکر دس دفعہ درود پڑھا۔ اور اُسکی ہتیلی پر دم کرکے فرمایا مٹھی بند کرے۔ اُس نے تعمیل کی اور یہودیوں کے پاس واپس گیا۔ اُنہوں سے مٹھی کھلوائی تو اُس میں ایک دینار تھا۔ اُسی روز کئی یہودی مسلمان ہوئے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ ایک دفعہ ہارون رشید بیمار پڑا۔ اور بیماری کو آدھا سال گزر گیا۔ نزدیک تھا کہ روح پرواز کر جائے کہ شیخ ابوبکر شبلی رح کا ادھر سے گزر ہوا۔ ہارون رشید کو اسکی اطلاع ملی کہ امام ابوبکر شبلی تشریف لیجا رہے ہیں۔ لوگوں کو بھیجا کہ جس طرح ہوسکے خواجہ کو یہاں لے آؤ۔ چنانچہ آپ آئے اور ہارون رشید کو دیکھتے ہی بولے کہ خاطر جمع رکھو۔ اب تم اچھے ہوگئے۔ اور درود شریف پڑھکر اُسپر دم کر دیا۔ اور ہاتھ پھیرا۔ ہارون رشید اُسیوقت تندرست ہوگیا۔ آخر معلوم ہوا کہ خواجہ ابوبکر شبلی نے یہ درود دم کیا تھا۔ جس کی برکت سے اُس نے صحت پائی۔ پھر فرمایا کہ یہ پانچوں درود نماز میں پڑھا کرو۔ کیونکہ یہ درود سب درودوں سے افضل اور بہتر ہیں اگرچہ سب درودوں کا ثواب ایک ہے۔ مگر ہر درود فضیلت جداگانہ رکھتا ہے اور وہ پانچوں درود یہ ہیں +

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ۔ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ۔ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ

تَوْصٰى بِاَنْ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ۔ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تَنْبَغِیْ الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ۔ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ۔

بعدہٗ شیخ الاسلام ادام اللہ حرمتہ نے فرمایا کہ اسکو فضل اس سبب سے کہا گیا کہ مولانا فقیہ ابوالحسن ندوسی نے روضہ منورہ میں یہی درود لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا جواب ملا کہ مجکو اس درود شریف کی برکت سے بخش دیا۔ اور دوسری فضیلت اس درود شریف کی یہ ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اور آپ کے ارد گرد صحابۂ کرام۔ اور ابوبکر صدیقؓ دائیں جانب بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا۔ اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔ آنحضرتؐ نے اسے حکم دیا کہ ابوبکرؓ سے بالاتر بیٹھو صحابہؓ نے جانا کہ شاید یہ جبریل علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ اور کس کی اتنی عزت کیجا سکتی تھی۔ آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ شخص مجھپر اسقدر درود پڑھتا ہے کہ کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شاید یہ شخص کھاتا پیتا اور دیگر ضروریات میں مشغول نہ ہوتا ہوگا اور ہر وقت درود خوانی ہی سے تعرض رکھتا ہوگا۔ فرمایا کھاتا پیتا بھی ہے اور کاروبار بھی کرتا ہے۔ مگر ایک دفعہ دن میں اور ایک دفعہ رات میں یہ درود پڑھ لیتا ہے جو اوپر مذکور ہوا شیخ الاسلام یہی فوائد بیان فرما رہے تھے کہ پانچ درویش حاضر ہو کر قدمبوس ہوئے۔ فرمان ہوا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے۔ اور عرض کرنے لگے کہ ہم مسافر ہیں اور خانہ کعبہ جانے کی نیت رکھتے ہیں۔ مگر خرچ نہیں۔ کچھ عنایت ہو جائے تو اطمینان سے روانہ ہوں۔ شیخ الاسلام کو فکر ہوا۔ اور تھوڑی دیر مراقبہ کرکے سر اٹھایا۔ سامنے ایک شکستہ سی خستہ خرما رکھے تھے۔ اس ٹھیکرے سے کچھ دم کرکے درویشوں کو عطا کیا۔ درویش حیران ہو گئے۔ حضرت نے اپنی روشن ضمیری

سے اُن کی حیرت کا حال معلوم کیا۔ اور فرمایا کہ دیکھو تو سہی۔ اب جو دیکھتے ہیں تو وہ
خرمانہ تھے۔ سونا تھا۔ آخر شیخ بدرالدین اسحٰق سے معلوم ہوا کہ شیخ الاسلام نے یہی درود
پڑھ کر اُس پر دم کیا تھا۔ پھر آیۃ الکرسی کی بابت گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کہ جس روز
آیۃ الکرسی نازل ہوئی ہے تو ستر ہزار فرشتے مہتر جبریل علیہ السلام کے ساتھ
آئے تھے۔ اور جبریل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا
تھا کہ اسے بہ اعزاز و اکرام لیجئے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ جو بندہ میرے بندوں
میں سے آیۃ الکرسی پڑھے گا۔ ہر حرف کے بدلے ہزار سال کی عبادت کا ثواب
پائے گا۔ اور ہزار فرشتے جو کرسی کے پاس کھڑے پڑھ رہے ہیں ان کا ثواب بھی اسکو
ملیگا اور اُسے اپنے مقربوں میں شمار کروں گا۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ فتاویٰ
ظہیری میں مرقوم ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی اپنے گھر
سے باہر جانے کے وقت آیۃ الکرسی پڑھے خداتعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیتا
ہے کہ وہ اس کے واپس آنے تک اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتے رہیں بعد
ازاں فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار اوشی سے سنا ہے
فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے گھر میں جانے کے وقت آیۃ الکرسی پڑھے گا خدا اُس کے
گھر سے فقر و فاقہ کو دور فرمائے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہوا کہ میں نے جامع الحکایات میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک درویش
کے گھر میں رات کو چور آئے۔ درویش نے آیۃ الکرسی پڑھ کر گھر کا حصار باندھ رکھا تھا
چوروں نے جو اُسکے اندر منہ داخل کیا سب کے سب اندھے ہو گئے۔ درویش صاحب
بیدار ہوئے۔ اور اس حال کو معلوم کر کے باہر آئے اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو۔ انھوں نے
کہا کہ چور ہیں چوری کے واسطے آپ کے ہاں آئے تھے لیکن قدرت نے ہمیں
اندھا کر دیا۔ آپ دعا فرمائیے کہ ہماری آنکھیں ملجائیں۔ ہم اس کام سے تائب ہو کر آپکے

ہاتھ پر مسلمان ہوتے ہیں۔ درویش۔ درویش نے تبسم فرمایا۔ اور کہا آنکھیں کھولو۔ آنکھیں جو کھولیں تو ان میں بینائی تھی۔ الحمد للہ علی ذٰلک ؂

تاریخ ۲۷ ماہ مذکور ۶۵۵ھ ہجری

دولت قدمبوسی میسر آئی۔ دعا کے بارے میں گفتگو چل رہی تھی۔ ارشاد ہوا۔ میں نے امام محمد شیبانی رح کی کتاب میں پڑھا ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسیکو کوئی رنج وغم پیش آئے۔ یا ایسا مرحلہ جسکا بننا ممکن نہو تو وہ جب صبح کی نماز ادا کر چکے تو سو مرتبہ کہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا فَرْدُ یَا وِتْرُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ

بعد ازاں شیخ الاسلام نے ارشاد کیا کہ ایک دفعہ میں شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار اوشی رح کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور وہاں دعا کے بارے میں باتیں ہو رہی تھیں حضرت قطب صاحب نے فرمایا۔ جسکو معاش کی تنگی ہو وہ اس دعا کا ورد کرے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا دَآئِمَ الْعِزِّ وَالْمُلْکِ وَالْبَقَآءِ یَا ذَالْجُوْدِ وَالْعَطَآءِ یَا وَدُوْدُ ذَ الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔

پھر ارشاد ہوا کہ بحالت درماندگی ولاچارگی جو شخص ان کلمات کو ایک ہزار مرتبہ پڑھیگا ضرور وہ مہم اسکی پوری ہو گی۔ اَقْوٰی مُعِیْنٍ وَاَھْدَایِ دَلِیْلٍ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ میں نے تفسیر زاہدی میں دیکھا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کے اعمال مقبول ہوں تو اسکے لیے یہ آیت ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ اگر کوئی چاہے کہ دنیا و آخرت سے خلاصی پائے۔ اور آتش دوزخ سے محفوظ رہے تو یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اور اگر بڑے بڑے کاموں میں صابر رہنے کا آرزومند ہو اور ہر معاملہ میں ثابت قدم اور دشمنوں پر ظفریاب رہنا چاہتا ہو تو یہ آیت مجرب ہے۔ رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ؕ اور اگر منظور ہو کہ اسکا دل ایمان اور امان کے ساتھ رہے اور رحمت الٰہی اس کے شامل حال ہو تو یہ آیت پڑھے۔ رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَيۡتَنَا وَهَبۡ لَـنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ پھر اسی محل میں فرمایا کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور صحابہ آپ کے گرد حاضر۔ اور پیغمبران پیشین کا حال بیان ہو رہا تھا کہ ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا دل کیونکر مطمئن ہو کہ میں با ایمان جاؤں گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اس سوال پر متفکر ہوئے اتنے میں جبریل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ میں یہ آیت لایا ہوں جو شخص اس آیت کا ورد رکھے گا اس کا دل ایمان کی طرف سے مطمئن ہوگا اور امید ہے کہ وہ با ایمان ہی جائے گا پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ آیت مذکورہ کا نزول ان صحابی کے التماس ہی پر ہوا تھا۔ پھر ارشاد کیا کہ جو شخص دوستان خدا میں جمع ہونا چاہے وہ یہ آیت بکثرت پڑھے رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوۡمٍ لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ اس کے بعد فرمایا۔ نہ معلوم پھر کیا وجہ ہے کہ اس سعادت سے لوگ اپنے آپ کو محروم رکھتے ہیں۔ پھر فرمایا جب کسیکو کوئی مہم درپیش ہو یا کسیکا غلام بھاگ گیا ہو یا نیک و پارسا فرزند کی خواہش رکھتا ہو تو یہ آیت پڑھا کرے رَبِّ هَبۡ لِىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ‌ۚ اِنَّكَ سَمِيۡعُ الدُّعَآءِ بعد ازاں فرمایا کہ حضرت ذکریا علیہ السلام نے یہی آیت پڑھی تھی جو خداوند تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا فرزند انکو عنایت کیا جو صغر سنی میں ہی خوف الٰہی سے اس قدر روتے تھے کہ رخساروں کا

گوشت گل گیا تھا اُن کے والد حضرت زکریا اور اُن کی والدہ اُن کو سمجھاتیں کہ تم ابھی
بچہ ہو تم کو اس قدر خوف کس سبب سے ہے تو جواب دیتے کہ اے والدہ میں دیکھتا
ہوں کہ جب تم ہنڈیا کے نیچے آگ سلگاتی ہو تو پہلے چھوٹی لکڑیاں رکھتی ہو جب انہیں
آگ کی بنیاد مضبوط ہو جاتی ہے اُس وقت بڑی لکڑیاں لگاتی ہو تو مجھکو بھی اندیشہ
ہے کہ دوزخ میں پہلے چھوٹوں کو ڈالا جائیگا۔ پھر فرمایا کہ ایک دفعہ میں سیوستان
کیطرف سفر کر رہا تھا اور اُس شہر کے بزرگوں کی زیارت کرتا تھا ایک روز حضرت
محمد سیوستانی کی خدمت میں حاضر ہوا نہایت بزرگ اور بوڑھے آدمی اور صاحب
ولایت تھے۔ سلوک کے متعلق حکایت ہو رہی تھی اور درویش آپس میں بحث
کر رہے تھے ایک شخص آیا اور قدمبوس ہو کر بیٹھ گیا خواجہ محمد سیوستانی نے
اپنی روشن ضمیری سے اُسکی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ایک حاجت سے آیا ہے۔ فوراً وہ
قدمبوس ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہاں فرمایا جا اس آیت کو پڑھا کر خداوند تعالےٰ تجھ کو
فرزند صالح عنایت کرے گا۔ آیت یہ ہے۔ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ
ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ وہ شخص چلا گیا اور حق تعالےٰ نے اُسکو
ایسا نیک فرزند عنایت کیا جو صاحب سجادہ ہوا۔ اور جس نے رتبہ پا شرح کئے
اور اسی نیت میں مرا۔ بعد ازاں فرمایا کہ کشاف میں لکھا دیکھا ہے کہ جب آدمی
یہ چاہے کہ اس کا حشر نیک مردوں کے ساتھ ہو اور عرصات قیامت کو دیکھے
تو یہ آیت پڑھا کرے رَبَّنَا آتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۞ پھر حکایت فرمائی کہ بخارا میں
ایک شخص فسق و فجور کے سبب مشہور تھا جب وہ مر گیا تو اُسکو خواب میں اولیا
اور دوستان خدا کے ساتھ دیکھا تعجب سے پوچھا کہ یہ دولت کہاں سے پائی کہا میں نے
تفسیر کشاف میں دیکھا تھا کہ جو شخص اس آیت کو پڑھے گا وہ نیک مردوں کے ساتھ

ہوگا۔ پس میں اسکو صدق دل سے پڑھتا تھا خداوند تعالیٰ جو تھوڑی چیز کا قبول
کرنے والا اور بڑی بخشش فرمانے والا ہے میری یہ ذراسی عبادت قبول
فرمائی اور میرے تمام گناہوں کو بخش دیا اب مجھکو حکم ہے کہ دوستان خدا ہی میں
رہوں آیت یہی ہے ربنا اٰتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک پھر شیخ الاسلام
ادام اللہ برکاتہٗ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ظالموں کے ہاتھ سے نجات پانی چاہے
تو لازم ہو کہ اس آیت کی مزاولت کرے۔ ربنا اخرجنا من ھٰذہ القریۃ
الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک
نصیرا۔ اس آیت کا پڑھنے والا ہمیشہ مظفر و منصور رہے گا۔ بعد ازاں فرمایا
کہ ایک دفعہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ غول بیابانی سے مشغول جنگ
تھے اور بہت پریشان ہو گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں
عریضہ بھیجا کہ تمام تدبیریں کریں اور جو کچھ کہ جنگ کے طریقے تھے بجالایا
جب عریضہ حضور کیخدمت میں پیش ہوا از حد دل تنگ ہوئے فوراً جبرئیل
علیہ السلام یہ پیغام لائے کہ اس آیت کو پڑھیں اسکی برکت سے مظفر و منصور
ہونگے حضور نے یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لکھکر بھیجدی۔ اور
انھوں نے تعمیل ارشاد کی اور غالب ہوئے اس غول کو زندہ گرفتار کرکے
مدینہ میں لائے وہ فتح اس آیت ہی کی برکت سے تھی۔ پھر فرمایا کہ مولانا
برہان الدین زاہد صاحب ہدایہ تفسیر زاہدی میں لکھتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہے
کہ رحمت اور برکت اوسپر نازل ہو اور روزی اس کی وسعت پائے اور کسی کا
محتاج نہ رہے تو یہ آیت پڑھا کرے ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء
تکون لنا عیدا لاولنا واٰخرنا واٰیۃ منک وارزقنا وانت
خیر الرازقین پھر فرمایا کہ یہ آیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بارے میں

نازل ہوئی ہے۔ مگر انہوں نے کفران نعمت کیا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو جنہوں نے اس مائدہ میں سے کھایا تھا کتا اور خنزیر بنا دیا۔ پھر فرمایا کہ جب یہ چاہے کہ دنیا و آخرت میں ظالموں کے ساتھ شریک نہ ہو یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ پھر فرمایا کہ جو شخص اسلام کے ساتھ اپنی زندگانی خوش گذرانی چاہے وہ یہ آیت بکثرت پڑھا کرے رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ بعد ازاں فرمایا جو شخص کسی ظالم کے ہاتھ میں گرفتار ہو وہ یہ آیت پڑھے رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور اگر چاہے کہ مسلمان مرے اور صالحین کے درجہ میں پہونچے تو یہ آیت پڑھا کرے فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ بعد ازاں شیخ الاسلام قدس السرہ نے فرمایا کہ جب ایک مدت کے بعد یعقوب اور یوسف علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی ملاقات ہوئی تو یوسف علیہ السلام نے سر سجدہ میں رکھہ کر یہی آیت پڑھی اور عرض کیا کہ خداوندا تو نے مجھکو بادشاہ بنایا یہ تیری مرضی تھی میں نے اسکی درخواست نہ کی تھی اب قیامت کے روز بادشاہوں کے ساتھہ میرا حشر نہ کیجو میں بیچارہ مسکین ضعیف اسکی طاقت نہیں رکھتا کہ بادشاہوں کے ساتھہ میرا حشر ہو۔ پھر فرمایا کہ اگر کوئی شخص دیو و پری کے شر اور ظالموں کے ظلم اور بت پرستی سے محفوظ رہنا چاہے تو یہ آیت پڑھا کرے رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ بعد ازاں شیخ الاسلام قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ اس آیت کا نزول اسطرح ہوا ہے کہ ایک روز حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اصحابہ آپکے گرد بیٹھے ہوئے تھے نصائح سن

رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور سلام کر کے عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مجھکو کوئی ایسی چیز بتایئے جس کے باعث سے میں اور میری اولاد بت پرستوں کے شر سے محفوظ رہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فکر کرنے لگے کہ اسکو کیا چیز بتاؤں کہ اتنے میں جبرئیل علیہ السّلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ خداوند تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ آیت اسکو تعلیم کیجئے اور حکم دیجئے کہ یہ اسکو بکثرت پڑھا کرے خداوند تعالیٰ اسکو بت پرستوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ بعد ازاں فرمایا جو شخص یہ چاہے کہ کفار اسپر مستولی نہ ہوں وہ یہ آیت پڑھا کرے رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اور جب یہ چاہے کہ نور ایمان اس کے دل میں کامل ہو تو یہ آیت پڑھا کرے۔ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ بعد ازاں شیخ الاسلام یہ فوائد بیان فرماکر دعاگو کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ ساری ترغیب تمھارے واسطے کرتا ہوں کیونکہ پیر مرید کا مشاطہ ہوتا ہے جب تک کہ مرید کو جیسا کہ چاہیئے تمام آلائشوں سے پاک نہ کیا جائے وہ طریقت کا راستہ طے نہیں کرسکتا اور گمراہی سے باہر نہیں نکل سکتا۔ بعد ازاں لفظ مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ہر روز ایک بار یہ دعا پڑھتا ہے اور زمانہ ورد میں مرجائے وہ بہشتی ہوگا۔ دعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ ۚ اَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ بعد ازاں اسی محل میں فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ارشاد کرتے ہیں جب سے

میں سنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا سنی ہے ہر شرض کے بعد اس کو پڑہتا
ہوں اور میں نے اسکو اپنا ورد بنا لیا ہے جب ان کا انتقال ہو گیا تو کسی نے خواب
میں ان سے پوچھا کہ خداوند تعالیٰ نے تمہارے ساتھہ کیا کیا فرمایا کہ مجھکو اسی دعا
کی برکت سے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی بخش دیا تھا اور جنت
میں جگہہ دی - بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص اس دعا کو پڑہے گا خداوند تعالےٰ
اس کی برکت سے شام تک اسکو ہر ایک بلا سے محفوظ رکہے گا - اور آسمان سے
جو بلا نازل ہوگی وہ اس دعا کے پڑہنے والے سے بالا بالا گذر جائے گی لیکن
اگر اس شخص میں اخلاص و صدق نہ ہوگا تب وہ اس کے اوپر آ جائیگی اور میں نے
یہ خواص حضرت شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی کی زبان مبارک سے سنے ہیں
اور ہر شخص کو لازم ہے کہ کسیوقت دعا کے پڑہنے اور تشفیع لانے سے خالی نہ رہے
پہر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ قوت القلوب میں
لکھتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص یہ دعا پڑہے گا
رات تک کسی بلا میں مبتلا نہ ہوگا دعا یہ ہے - بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِیْمِ مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَآءْ لَمْ یَکُنْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ
شَیْءٍ عِلْمًا وَّ اَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ
وَمِنْ شَرِّ غَیْرِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ
عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ - پہر اسی محل میں فرمایا کہ قاضی امام شعبی نے اپنی کتاب
کفایہ میں یہ حکایت لکھی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بوڑہے زاہد کے پاس
نوجوان حسین کنیزک تھی زاہد چونکہ بوڑھا تہا - کنیزک اس سے محبت نہ کرتی تھی

اور چاہتی تھی کہ کسی طرح اس کے ہاتھ سے نجات پائے ایک پڑوسن بڑھیا نے
اس سے کہا کہ میں تجھکو زہر ہلاہل تیار کر دیتی ہوں روزہ افطار کرنے کے
وقت زاہد کو دے دیجو کنیزک نے ایسا ہی کیا اور تمام رات منتظر رہی کہ زاہد
کس وقت مرتا ہے جب صبح ہوئی اور دیکھا کہ زاہد کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا
اس سے نہ رہا گیا اور زاہد سے عرض کیا کہ تمہارا جی چاہے مجھکو رکھو یا مار دو۔
میں نے تو تم کو زہر ہلاہل دیا تھا کیا سبب ہے کہ اس نے تم پر کچھ اثر نہ کیا
زاہد نے متبسم ہوکر فرمایا کہ میرے پاس ایسی دعا ہے کہ ایک زہر کیا کوئی چیز
مجکو نقصان نہیں پہونچا سکتی اور وہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي
لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
بعد ازاں شیخ الاسلام قدس سرہ نے فرمایا کہ شرائط اسباب دعا کے بہت ہیں
اگر سبکو بیان کروں تو طول ہو جائے۔ مگر پہلی شرط یہ ہے کہ خداوند جل جلالہ
وعم نوالہ کے نام پاک سے شروع کیجائے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں[1] كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَمْ يُبْدَءْ فِيْهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَبْتَرُ پس لازم ہے
کہ پہلے بسم اللہ پڑھے پھر دعا کرے تاکہ قبول ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اپنی
عورتوں کو آواز دار زیور مثل جلاجل وغیرہ کے نہ پہننے دے کیونکہ حدیث شریف
میں وارد ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خداوند تعالیٰ اُن لوگوں
کی دعا قبول نہیں فرماتا ہے جو اپنی عورتوں کے آواز دار زیور پہننے سے
خوش ہوتے ہیں۔ تیسری شرط یہ ہے کہ دعا کے آغاز و اتمام پر صدقہ دے۔

---

[1] یعنے جو بڑا بھاری کام خدا کے نام کے ساتھ شروع نہیں کیا گیا وہ بے برکت ہے
یعنے بخیر و خوبی انجام کو نہیں پہونچتا ۱۲

جیساکہ امام شافعی سے روایت ہے کہ ان کی کسی بادشاہ سے حاجت اٹکی تھی اور اس کے واسطے جارہے تھے ایک درویش کو صدقہ دیا اور کہا کہ دعا کیجئے میری حاجت پوری ہوجائے۔ کیونکہ جو شخص بادشاہ کے پاس جاتا ہے اس کے واسطے ضروری ہے کہ پہلے دربان کو کچھ دے اور درویش خدا کا دربان ہے جب یہ راضی ہوا تو حاجت بھی پوری ہوگئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

غرہ محرم ۶۵۶ھ

دولت قدمبوسی میسر ہوئی اجودھن کی تمام مخلوق چھوٹے بڑے اور مشائخ و درویش و مساکین آتے تھے اور شیخ الاسلام کے دست مبارک کو بوسہ دیتے تھے اور حضرت شیخ الاسلام مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر روپیہ پیسہ جو جس کی تقدیر کا ہوتا نکال کر عنایت فرمارہے تھے اور لوگ جو شیرینی لاتے تھے اس کا ایک انبار لگا ہوا تھا تھوڑی تھوڑی درویشوں کو بھی دی جارہی تھی اس روز شہر کا کوئی شخص مسافر یا متوطن زیارت سے محروم نہ رہا۔ حضرت شیخ الاسلام کی یہ رسم تھی کہ ہر ماہ کے غرہ کو اسی طرح کیا کرتے تھے۔ بعد ازاں شیخ عبداللہ محمد بن احمد بلخی جو واصلان حق میں سے تھے شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدمبوسی کرکے بیٹھ گئے شیخ الاسلام مراقبہ میں تھے اسی وقت ذکر کرنے لگے اور اسقدر ذکر کیا کہ بے ہوش ہوگئے حضرت شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ کا خرقہ آپ کے اوپر ڈالا گیا۔ تب تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے حاضرین نے قدمبوسی کی عبداللہ بلخی کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم نے دیکھا ہمارے بھائی بہاءالدین زکریا ملتانی اس بیابانِ فنا سے شہرستان بقا کیطرف کوچ فرماگئے مگر میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ماجرا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں

اسیوقت انتقال کیا ہے آیئے نماز جنازہ پڑہ لیں پہر شیخ الاسلام اور حاضرین نے
نماز جنازہ ادا کی بعد ازاں فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے غائب کی
نماز جنازہ پڑہنی منقول ہے کیونکہ جب امیر المومنین سید الشہدا حضرت حمزہ
اور دیگر صحابہ شہید ہوتے ہیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کی نماز جنازہ
غائبانہ پڑہی تہی لپس لازم ہے کہ ہم بہی پڑہیں۔ اس کے بعد عشرہ ماہ محرم کی
فضیلت میں گفتگو ہونے لگی فرمایا کہ اس عشرہ کے اندر بجز طاعت وتلاوت
اور نماز دعا کے کسی کام میں مشغول ہونا نہ چاہیئے کیونکہ اس عشرہ میں قہر جاتا رہتا
اور رحمت الٰہی بکثرت نازل ہوتی ہے پہر فرمایا کہ اس عشرہ میں بہت سے طبقات
مشائخ نے تضرع وزاری ونیاز اپنے اوپر لازم کیا ہے پہر فرمایا تم نہیں جانتے
ہو کہ اس عشرہ میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا گذرا تہا اور آپ کے
فرزندان کیسے زار ونزار ہوئے تہے اور بعض تو پیاس ہی سے ہلاک ہوگئے
تہے اور پانی کا ایک قطرہ بدبختوں نے ان صاحبزادوں کو نہ دیا تہا جب شیخ الاسلام
اس کلام پر پہونچے تو ایک نعرہ مارا اور بے ہوش ہوگئے پہر جب ہوش
میں آئے تو فرمایا کہ کیسے کافر اور سنگدل اور بے عاقبت اور بے سعادت
اور نامہربان تہے جانتے تہے کہ یہ بادشاہ دین ودنیا کے فرزند ہیں اور پہر
اُن کو اس بیدردی کے ساتہہ شہید کرتے تہے اور اتنا خیال نہ آتا تہا کہ کل قیامت
کے روز حضرت خواجۂ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا مونہہ دکہائیں گے الغرض
فرمایا کہ شروع سال غرہ ماہ محرم میں یہہ دعا پڑہنی آئی ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَبَدِیُّ الْقَدِیْمُ وَهٰذِهٖ سَنَةٌ جَدِیْدَةٌ
اَسْأَلُكَ فِیْهِ الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ وَالْاَمَانَ مِنَ الشَّیْطَانِ
وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دِیْنٍ وَّمِنَ الْبَلَایَا وَالْاٰفَاتِ فَذٰلِكَ وَنَسْأَلُكَ

اَلعَوْنَ وَالعَدْلَ عَلٰی ھٰذِہِ النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْءِ وَالْاِشْتِغَالَ
بِمَا یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ یَا بَرُّ یَا رَؤُوْفُ یَا رَحِیْمُ یَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ٭ پہر اسی محل میں فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام
معین الدین سنجری قدس اللہ سرہٗ کی اوراد میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص ماہ محرم
کی پہلی شب میں چھ رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور اخلاص
دس بار اور صحیح روایت میں آیا ہے کہ دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت
میں فاتحہ ایک بار اور سورہ یٰس ایک بار خداوند تعالےٰ اُسکو بہشت میں دو ہزار
محل عنایت فرمائے گا۔ ہر محل میں دو ہزار دروازے یاقوت کے اور ہر دروازے
میں ایک تخت زبرجد سبز کا بچھا ہوگا اور ایک حور اُسپر جلوہ فروز ہوگی اور یہ
نماز چھ ہزار بلاؤں کو دور کرتی ہے اور چھ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں
لکھی جاتی ہیں۔ پہر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں نے کفایہ امام شعبی میں لکھا دیکھا ہے
کہ جو شخص ماہ محرم میں ہر روز سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھا کرے گا خداوند تعالیٰ اُسکو
آتش دوزخ سے رہائی دے گا۔ وہ کلمہ یہ ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ
بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ
وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَآدَّ لِمَا قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ
مِنْکَ الْجَدُّ پہر اپنے ہاتھوں پر دم کرکے مونہہ پر پہیر لے حق تعالےٰ اُسکو
گناہوں سے ایسا پاک کرے گا کہ گویا ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا
ہوا ہے شیخ الاسلام یہہ فوائد بیان فرما رہے تھے نماز کی اذان ہوئی۔
شیخ الاسلام نماز میں مشغول ہوئے مخلوق اور دعاگو واپس آئے الْحَمْدُ لِلّٰہِ
عَلٰی ذٰلِکَ +

تاریخ ۱۰ - ماہ مذکور ۶۵۶ھ

دولت قدمبوسی نصیب ہوئی شمس دبیر اور شیخ جمال الدین ہانسوی اور شیخ بدرالدین غزنوی اور عزیز ان دیگر حاضر تھے روز عاشورہ کی برکت میں گفتگو ہو رہی تھی فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے - مَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَكَاَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ - یعنے جس نے عاشورا کے روز روزہ رکھا اُس نے گویا تمام سال کے روزے رکھے پھر فرمایا کہ عاشورا کے روز آہوان دشتی اپنے بچوں کو دودہ نہیں پلاتے - پھر کیا باعث ہے کہ مسلمان اس دن روزہ نہ رکھیں - پھر فرمایا کہ بغداد میں ایک بزرگ تھے جب اُنھوں نے حضرت امیر المومنین حسن اور حسین علیہما السلام کے شہید ہونے کا واقعہ سُنا خاندان رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کے سبب سے اِس قدر اپنا سر زمین پر مارا کہ سر پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اور یہ زمین پر گر پڑے تھوڑی دیر کے بعد جو دیکھا گیا تو جاں بحق تسلیم کر چکے تھے اُسی شب ایک بزرگوار نے ان کو خواب میں دیکھا کہ حضرت امیر المومنین امام حسین علیہ السلام کے روبرو استادہ ہیں پوچھا کہ خداوند تعالے نے آپ کے ساتھ کیا کیا - فرمایا مجھکو بخشدیا اور حکم دیا ہے کہ حضرت امیر المومنین حسین علیہ السلام کے روبرو کھڑے رہا کرو - پھر اسی محل میں فرمایا کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کبار کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ یزید پلید کو اپنے کندھے پر سوار کئے ہوئے سامنے سے گذرے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر تبسّم فرمایا اور ارشاد کیا کہ جنتی کے دوش پر دوزخی سوار ہے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ حاضر الوقت تھے

حضور کا یہ ارشاد سنکر پوچھا کہ یا رسول اللہ معاویہ کا بیٹا دوزخی کیونکر ہے حضور نے ارشاد کیا کہ یہہ یزید وہ شخص ہے جو حسن اور حسین اور میرے تمام آل کو شہید کرے گا علی رضی اللہ عنہ نے یزید کے قتل کرنے کے لیے نیام سے تلوار نکال لی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی ایسا نہ کرو۔ کیونکہ تقدیر الٰہی اسی طرح ہے علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اُسوقت موجود ہوں گے فرمایا نہیں عرض کیا کہ یاروں میں سے کوئی ہوگا فرمایا نہیں عرض کیا کہ میں بھی موجود ہوں گا۔ فرمایا نہیں عرض کیا کہ حضرت فاطمہ موجود ہونگی فرمایا نہیں تب عرض کیا کہ میرے غریبوں کا ماتم کون کریگا فرمایا اے علی میری امت کرے گی پھر حضرت علی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونوں روئے اور حضرات شاہزادگان کو گود میں لیکر ایک نعرہ مارا اور فرمایا کہ اے غریبوں ہم کو نہیں معلوم کہ اُس صحرا میں تمہارا کیا حال ہوگا۔ بعد ازاں شیخ الاسلام قدس اللہ سرہُ العزیز نے ارشاد فرمایا کہ جس روز امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہونے والی تھی ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تمام انبیاء کی عورات کیساتھ تشریف لائی ہیں اور دامن مبارک کمر میں باندھے ہوئے دشت کربلا کی زمین جس جگہ کہ حضرت امام نے شہادت پائی ہے اپنی مبارک آستین سے صاف کر رہی ہیں پوچھا کہ اے خاتون قیامت اور اے شفیع روز محشر یہہ کیا مقام ہے جسکو اپنی مبارک آستین سے پاک فرما رہی ہیں فرمایا یہ وہ مقام ہے جہاں میرا غریب حسین سر دے گا اور شہادت پائے گا۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے یہ واقعہ دریافت کیا اور فرمایا کہ جب ہم میں سے کوئی نہ ہوگا تو پھر ان مظلوموں کی تعزیت کون کرے گا جبرئیل نے عرض کیا کہ

کہ یا رسول اللہ آپ کی اُمت انکی ایسی تعزیت کرے گی جس کا بیان زبان سے ممکن نہیں۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ شب عاشورہ میں چار رکعت نماز پڑھنی چاہیئے ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور آیۃ الکرسی تین بار اور اخلاص دس بار اور جب نماز سے فارغ ہو تو سو مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے پھر فرمایا کہ شیخ الاسلام عثمان ہرونی کے اوراد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روز عاشورا میں آفتاب طلوع ہونے کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے اور جو سورتیں یاد ہوں پڑھے ثواب بہت ہے پھر یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ یَا اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَوَّلَ مَا خَلَقْتَ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَاٰخِرَ مَا الْخَلْقُ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ اَعْطِنِیْ فِیْہِ خَیْرَ مَا اَوْلَیْتَ فِیْہِ بِاَنْبِیَاءِکَ وَاَصْفِیَاءِکَ مِنَ النَّوَائِبِ وَالْبَلَایَا وَاَعْطِنِیْ مَا اَعْطَیْتَھُمْ فِیْہِ مِنَ الْکَرَامَۃِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ بعد ازاں فرمایا کہ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی کی اوراد میں خاص اُنہیں کے ہاتھ سے لکھا ہوا میں نے دیکھا ہے کہ روز عاشورا میں چند رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ اور والشمس اور انا انزلنا اور اذا زلزلت الارض اور اخلاص اور معوذتین سب ایک ایک بار پھر سلام کے بعد سر سجدہ میں رکھ کر قل یا ایہا الکافرون پڑھے اور حاجت چاہے روا ہوگی۔ پھر فرمایا کہ اسی میں لکھا دیکھا ہے کہ عاشورا کے روز ستر بار پڑھے حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ۔ حق تعالی اس کو بخشدے گا اور اولیاء اللہ و مشائخ کبار کے زمرہ میں اس کا نام درج فرمائے گا پھر اسی محل میں فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایک شخص کفن چوری کیا کرتا تھا اور قریبا دو ہزار دو سو آدمیوں کے کفن اس نے چرائے تھے الغرض اس کام سے اس نے حضرت خواجہ حسن بصری کے ہاتھ پر توبہ کی۔ خواجہ نے دریافت کیا کہ تو نے قبروں میں مسلمانوں کا حال کیا دیکھا۔ عرض کیا کہ سب کا حال بیان کرنا تو نہایت مشکل ہے دو تین واقعہ عرض

کرتا ہوں ایک قبر جو میں نے کھولی تو دیکھا کہ اس میں ایک شخص ہے جس کا چہرہ نہایت سیاہ
ہے اور ہاتھ پیروں میں اس کے آگ کی زنجیریں بندھی ہوئی ہیں اور اس کے مونہہ سے پیپ اور
خون جاری ہے اس قدر بدبو آتی تھی کہ دماغ پریشان ہو گیا اور میں وہاں سے اُلٹا پھرا
اُس مردہ نے مجھکو آواز دی کہ کیوں بھاگتا ہے یہاں آ اور میرا حال دریافت کر اور سن کہ
میں کیا کام کرتا تھا جس کے سبب سے اس بلا میں مبتلا ہوا۔ میں پھر اسکی قبر میں گیا اور دیکھا
کہ فرشتگانِ عذاب اُس کی گردن میں زنجیریں باندھ رکھی ہیں اور بیٹھے ہیں میں نے
پوچھا تو کون ہے اُس نے کہا میں مسلمان اور مسلمان کا فرزند ہوں مگر میں شراب خوار
اور زانی تھا اور اُسی بدمستی کی حالت میں مر گیا۔ اور اس ذلت میں گرفتار ہوا پھر میں نے
دوسری قبر کھودی تو دیکھا کہ ایک شخص سیاہ رو برہنہ کھڑا ہوا ہے اور چاروں طرف
اُس کے آگ دوش ہے اور زبان اسکی باہر نکلی ہوئی ہے اور فرشتے اسکی گردن میں
زنجیریں باندھے ہوئے کھڑے ہیں اس شخص نے مجھکو دیکھتے ہی فریاد کی کہ جناب
تھوڑا سا پانی مجھکو پلائیے کہ میں پیاس کے مارے عاجز ہو گیا ہوں اُس کی یہ بات کہتے
ہی میں نے چاہا کہ پانی دوں فرشتوں نے دھمکایا کہ خبردار اس تارک نماز کو پانی نہ دو
کیونکہ خدا کے حکم کے خلاف ہوگا۔ پھر میں نے اوس شخص سے دریافت کیا کہ تو کیا کام کرتا
تھا اس نے کہا میں مسلمان تھا مگر کبھی میں نے خدا کی اطاعت نہیں کی اور میری طرح
بہت سے لوگ عذاب میں گرفتار ہیں۔ پھر اس کے بعد میں نے ایک اور قبر کھودی دیکھا
کہ ایک جوان ایسا خوبصورت جس کے حسن کا بیان نہیں ہو سکتا اور گرداگرد اُس کے سبزہ زار
تھا اور چشمے بہہ رہے تھے اور اس کے سامنے حوران بہشتی تخت پر بیٹھی تھیں میں نے
پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے اور کیا کام کرتا تھا اور کس عمل سے تو نے یہ درجہ پایا
اُس نے کہا اے شخص میں تم ہی جیسا تھا لیکن ماہِ محرم میں عاشورا کے روز میں نے
ایک واعظ سے سنا تھا کہ جو شخص چند رکعتیں پڑھے خدا تعالےٰ اُسکو بخش دیتا ہے پس

میں ہمیشہ ان کو پڑہتا تہا۔ پہر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص شب یا روز عاشورا میں خوشنودی خصمان کیواسطے چار رکعت نماز پڑہے خداوند تعالیٰ اُسکو منکر و نکیر کے سوال سے محفوظ رکہے گا اور اُس کے دشمنوں کو اُس سے خوشنود کرے گا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ +

تباریخ ۴ ماہ صفر سنہ مذکور

دولت پابوسی حاصل ہوئی دعاگو چند روز کے واسطے ہانسی میں شیخ محمد ہانسوی کے پاس چلاگیا تہا جو حضرت قطب الدین بختیار اوشی کے یاران اعلیٰ سے تہے جب حضرت شیخ الاسلام کی دولت پائبوسی حاصل ہوئی فرمان ہوا کہ بیٹہ جاؤ بیٹہہ گیا۔ اور جو مکتوب کہ شیخ برہان الدین نے دیا تہا پیش کیا خود مطالعہ فرمایا پہر ارشاد کیا کہ بہت دیر کروی بندہ نے سر زمین پر رکہکر عرض کیا کہ تن خاکی وہاں تہا مگر دل یہیں تہا فرمایا ہاں یونہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تم پر ہمارا اشتیاق غالب تہا اور تم کہتے تہے کہ اگر میرے پر ہوں تو میں اُڑکر چلا جاؤں اور خواجہ کیخدمت میں حاضر ہوں پہر لوگوں کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ شیخ کا مرید اور فرزند ایسا ہونا چاہیئے جیسے کہ مولٰنا نظام الدین ہیں پہر مجہہ سے ارشاد کیا کہ تم نے ایک خط بہی لکہا تہا جس میں اشتیاق پائبوسی بہت تہا اور تم نے ایک بیت بہی لکہی تہی جسکو میں نے یاد کرلیا ہے اور جب تم یاد آتے ہو تو میں اُس بیت کو پڑہلیتا ہوں بے نظیر ہے اگر تم پڑہو تو میں سنوں میں نے قدمبوس ہوکر یہہ بیت پڑہی ؎۔

نزا نگاہ کہ بندۂ تو وانند مرا — بہر مردمکِ دیدہ نشانند مرا

لطفِ عامت عنایتے فرمودہ است — ورنہ کیم از کجا چہ دانند مرا

میں نے جو یہہ بیت پڑہی شیخ الاسلام پر رقت طاری ہوئی اور بے حد و نہایت رقص فرمایا

یعنے چاشت سے دوپہر تک اِس وجد و کیف میں مصروف رہے جب اس سے فارغ ہوئے تو خرقہ خاص اور عصا اور مصلے او نعلین چوبی مرحمت فرمائیں اور دعا گو کو پہلو میں لیکر فرمایا کہ مولٰنا نظام الدین نزدیک ہے کہ میں تم کو رخصت کروں اور پھر تمہارا دیدار نہ دیکھوں لیکن اب جاؤ کہ اسی روز تمہاری رخصت ہے مگر اور چند روز بھی رہنا چاہیے کیونکہ دیدار غنیمت ہے پھر چشم پُر آب کی اور رو رو کر یہ بیت پڑہی ؎

دیدار دوستان موافق غنیمت است چوں یافتیم حیف بود گر رہا کنیم

بعد ازاں ماہِ صفر کی نسبت گفتگو ہونے لگی فرمایا نہایت سخت اور گراں مہینہ ہے کیونکہ جب ماہ صفر آتا تھا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تنگدل ہوتے تھے اور جب یہ نکل جاتا تھا تو آپ خوشی کرتے تھے اور حضور کا یہ تغیر ماہِ صفر کی گرانی اور سختی کے باعث سے ہوتا تھا پھر ارشاد ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مجھکو ماہ صفر کے نکلنے کی بشارت دی میں اسکو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ الصَّفَرِ اَنَا بَشَّرْتُہٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّۃِ پھر اسی محل میں فرمایا کہ خداوند تعالٰی ہر سال دس لاکھ اسّی ہزار بلائیں آسمان سے بھیجتا ہے جن میں سے خاص اس مہینہ میں نو لاکھ بیس ہزار نازل ہوتی ہیں۔ اِس مہینہ میں دعا اور عبادت کے اندر مشغول رہنا چاہیئے تاکہ بلا سے کچھ نقصان نہ پہونچے۔ پھر فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ سے سُنا ہے جو شخص چاہے کہ ماہِ صفر کی بلاؤں سے محفوظ رہے ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑہا کرے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الزَّمَانِ وَ اَسْتَعِیْذُہٗ مِنْ شُرُوْرِ الْاَزْمَانِ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِجَلَالِ وَجْھِکَ وَ کَمَالِ قُدْرَتِکَ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنْ فِتْنَۃِ ھٰذِہِ السَّنَۃِ وَ قِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ فِیْھَا وَ اَکْرِمْنِیْ بِالْفَقْرِ بِاِکْرَامِ النَّظْرِ وَاخْتِمْ لِیْ بِالسَّلَامَۃِ وَالسَّعَادَۃِ لِاَھْلِیْ وَ اَوْلِیَائِیْ وَ اَقْرِبَائِیْ وَ جَمِیْعِ اُمَّۃِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی

صلے اللہ علیہ وسلم بعدازاں اسی محل میں فرمایا کہ ماہ صفر کی پہلی شب میں کل مسلمانو
کی حفاظت کے واسطے عشا کی نماز کے بعد چار رکعتیں پڑہے پہلی میں فاتحہ کے بعد قل یا ایہا
الکافرون پندرہ بار اور دوسری میں فاتحہ کے بعد اخلاص گیارہ بار اور تیسری میں قل اعوذ
برب الفلق پندرہ بار اور چوتھی میں قل اعوذ برب الناس پندرہ بار پہر سلام کے بعد کئی بار
ایاک نعبد وایاک نستعین پڑھکر اس کے بعد ستر مرتبہ درود شریف پڑہے چونکہ یہ نماز
قبل از وقت پڑہی جاتی ہے خداوند تعالی ان تمام بلاؤں سے جو اس روز نازل ہونگی
محفوظ رکہتا ہے۔ پہر اسی محل میں فرمایا کہ میں نے شرح شیخ الاسلام شیخ معین الدین
چشتی میں لکہا دیکہا ہے کہ ماہ صفر کے آخری روز تین لاکہ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں
یہ دن سب دنوں سے زیادہ سخت تر ہے اسلیئے آخری چہارشنبہ کو چار رکعت نماز ادا
کرے خداوند تعالی اُسکو تمام بلاؤں سے جو اُس روز نازل ہوتی ہیں محفوظ رکہے
گا اور سال آیندہ تک کوئی بلا اس کے پاس نہ آئیگی دعا یہہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا شدید القویٰ ویا شدید المحال یا عزیز یا مفضل یا مکرم یا لا الہ الا انت برحمتک یا ارحم
الراحمین۔ پہر فرمایا جو لوگ بلا میں مبتلا ہوئے ہیں وہ اسی ماہ صفر میں ہوئے ہیں
چنانچہ روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اسی ماہ صفر میں گیہوں کہایا تہا جو بہشت
سے نکالے گئے اور ایک خطا کے سبب تین سو برس روتے رہے تمام گوشت
و پوست آپ کا گل کر جہڑ گیا تہا تب حکم ہوا کہ توبہ کریں قبول کروں گا غرضکہ یہہ
ساری زحمت ماہ صفر ہی سے شروع ہوئی تہی پہر اسی کے مناسب فرمایا کہ وہب
بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ قابیل اور ہابیل دونوں بہائیوں
نے ماہ صفر میں حضرت آدم علیہ السلام سے شکار کی اجازت چاہی حضرت آدم
نے اُن کو منع کیا کہ ماہ صفر میں باہر نہ جاؤ مگر انہوں نے حضرت کا کہنا نہ سُنا
الغرض جب یہہ جنگل میں پہونچے تو دونوں بہائیوں میں کسی بات پر تکرار ہوئی اور

قابیل نے ہابیل کو قتل کردیا پر پشیمان ہوا کہ مجھ سے یہہ کیا حرکت ہوئی یہ خبر حضرت آدم علیہ السلام کو پہونچی آپ کو بہت رنج ہوا اسیوقت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ اور عرض کیا کہ اے آدم حکم الٰہی ہے کہ ہابیل کی اولاد سے تمام لوگ مسلمان ہونگے اور قابیل کی اولاد سے تمام یہودی اور آتش پرست اور کافر ہوں گے کیونکہ اسنے ماہِ صفر میں اپنے بھائی کو ہلاک کیا ہے پھر اسی محل میں فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم اسی ماہِ صفر میں طوفان کے اندر غرق اور ہلاک گئی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صفر ہی کی پہلی تاریخ کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور ماہِ صفر ہی میں ایوب علیہ السلام کیڑوں کی بلا میں مبتلا ہوئے تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام پر جس روز آرہ چلایا گیا ہے وہ بھی ماہِ صفر کا آخری چہارشنبہ تھا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حلق پر جو چھری چلی ہے تو اس ماہِ صفر میں اور اسی مہینہ میں حضرت جرجیس علیہ السلام کے سات ٹکڑے کئے گئے اور یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں بند ہوئے بعد ازاں شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہ نے چشم پُر آب کی اور ایک نعرہ مار کر بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ حضرت سلطانِ انبیا کو جو زحمت لاحق ہوئی اور رحمتِ حق سے پیوستہ ہوئے تو بھی ماہِ صفر تھا پھر فرمایا کہ اسی طرح تمام انبیاء پر جو بلائیں نازل ہوئی ہیں اسی ماہِ صفر میں ہوئی ہیں یہہ مہینہ بہت سخت ہے حق تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور کل مسلمانوں کو اس مہینہ کی گرانی سے اپنی امان اور عصمت میں رکھے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

تاریخ ۲۷۔ ماہ مذکور سنہ الیہ

دولت پابوسی میسر آئی عزیزان اہل سلوک مثلاً شیخ برہان الدین ہانسوی اور شیخ ملہو لاہوری اور شیخ جمال الدین ہانسوی علیہم الرحمۃ والغفران حاضر تھے اور چند اور

صوفی بھی خاندانِ چشت کے آئے ہوئے تھے اور مجاہدہ کے متعلق گفتگو چل رہی تھی ارشاد کیا کہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی سے کسی نے آپ کے مجاہدہ کی نسبت سوال کیا فرمایا کہ میں بیس سال عالم تفکر میں ہوا کے اندر آنکھیں کھولے کھڑا رہا ہوں اور ان بیس سال میں کبھی بیٹھنا اور اٹھنا اور سونا مجھکو یاد نہیں میرے پیروں سے خون جاری ہوگیا تھا اور پیر ورم کر گئے تھے پھر اس کے بعد دو سال عالم محو میں رہا اور کبھی نفس کو سیر ہو کر پانی نہیں پلایا صرف ایک ہفتہ یا مہینہ میں دو درم کے اندازے دیتا تھا پھر اس کے بعد نفس کو انار شیریں کی خواہش ہوئی میں ہر روز اس سے وعدہ کرتا رہا یہاں تک کہ دس سال گذر گئے تب نفس نے فریاد کی کہ تمہارا وعدہ کب پورا ہوگا میں نے کہا آخری وقت میں اگر اپنے مجاہدہ کی مفصل کیفیت بیان کروں تو اس کے سننے کی تم میں طاقت نہیں ہے جو معاملے کہ میں نے اپنے اور اپنے نفس کے ساتھ کئے ہیں تم اُن کا یقین نہیں کر سکتے۔ الغرض جب ستر برس اسی طرح سے گذر گئے درمیان سے حجاب اٹھ گیا اور آواز آئی کہ اندر آؤ تم نے ہمارے کام میں کوئی کسر نہیں رکھی لہذا واجب ہوا کہ ہم بھی تم پر تجلی کریں اس آواز کے آتے ہی خواجہ بایزید نے نعرہ مارا اور جان بحق تسلیم کی۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ حضرت بایزید کے انتقال کا یہ واقعہ ہے اور فرمایا کہ جو مجاہدہ کرتا ہے وہی مشاہدہ کو جانتا ہے اور یہ مثنوی زبان مبارک سے فرمائی ؎

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند — کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

پھر اسی محل میں فرمایا کہ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ مجاہدہ کیا ہے۔ فرمایا نفس کو مارنا یعنے اُس کی مراد پوری نہ کرنی اور وہ طاعت اختیار کرنی جس سے نفس راضی نہ ہو پھر اسی محل میں فرمایا کہ خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نفس سے فرمایا کہ اسے نفس اگر آج کی رات تو میرا ساتھ دے تو میں دو رکعت نماز میں ختم قرآن شریف کرلوں روز اسی طرح کرتے رہے آخر ایک دن نفس نے موافقت نہ کی اور آپکی

دو رکعتیں فوت ہوگئیں دوسرے روز آپ نے مناجات کے وقت عہد کیا کہ بیس سال تک نفس کو سیر ہو کر پانی نہ دوں گا۔ کیونکہ اس شب جو نفس نے کاہلی کی تھی اُس کا سبب یہی تھا کہ اس نے سیر ہو کر پانی پیا تھا پھر اسی محل میں فرمایا کہ شاہ شجاع کرمانی چالیس سال نہ سوئے تھے بعد چالیس سال کے ایک شب حضرت عزت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر یہ جہاں جاتے کپڑا اوڑھ کر لیٹ رہتے کہ پھر وہ دولت حاصل ہو ہاتف نے آواز دی کہ اسے شاہ شجاع وہ دیدار چالیس سال کی بیداری کا نتیجہ تھا اب چالیس سال اور بیدار رہو تب وہ نصیب ہو پھر شیخ الاسلام نے چشم پر آب کی اور فرمایا کہ جب شاہ شجاع کرمانی کے انتقال کا وقت قریب پہونچا تو جس روز کہ آپ انتقال کرنے والے تھے ایک ہزار رکعت نماز آپ نے ادا کی اور مصلے ہی پر سو رہے دوبارہ حضرت ذوالجلال کی زیارت ہوئی اور حکم ہوا کہ اے شاہ شجاع آنا چاہتے ہو یا ابھی کچھ دن اور رہو گے عرض کیا کہ خدا وندا اب رہنے کی تاب نہیں ہے میں تو آؤں گا چنانچہ اسیوقت بیدار ہوئے اور وضو کر کے دوگانہ پڑھا عشا کی نماز کا وقت تھا جو سر بسجدہ ہوئے جاں بحق تسلیم کی شیخ الاسلام نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو یہ مثنوی آپ کی زبان پہ جاری ہوئی ؎

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند ۔ کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت بایزید سے کسی نے پوچھا کہ اپنے مجاہدہ کا کچھ حال بیان کیجئے فرمایا اگر تھوڑا سا بھی بیان کروں تو تم اُسکو سن نہیں سکتے۔ مگر میں تمہاری درخواست سے بہت تھوڑا بیان کرتا ہوں ایک شب میں نے نفس کو عبادت کے واسطے طلب کیا نفس نے سستی کی کیونکہ اُس شب اس نے ذلیقہ سے زیادہ دو کھجوریں کھائی تھیں غرض کہ نفس نے میرا ساتھ نہ دیا جب دن ہوا تو میں نے عہد کیا کہ عرصے تک خرما نہ کھاؤں گا چنانچہ پندرہ برس خرما نہیں کھایا اور نفس کی

آرزو ہی میں رہا اور کہنے لگا کہ جو کچھ حکم فرماؤ گے میں تابعدار ہوں تب میں نے خرما
خرید کر اسکو کہلائے اور وہ مطیع ہوگیا جو کچھ میں اسکو حکم دیتا تہا وہ بجالاتا تہا۔ بلکہ اس سے
زیادہ کرتا تہا پہر فرمایا کہ خواجہ ذوالنون مصری سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے
اپنا مجاہدہ کہاں تک پہونچایا ہے فرمایا یہاں تک کہ دو دو اور تین تین سال ہو جاتے
ہیں جو میں نفس کو سیر ہو کر پانی نہیں دیتا چنانچہ اب دس سال ہو گئے ہیں کہ اسکو
پانی نہیں دیا ہے اور جب تک کہ ہر شب میں دو ختم قرآن شریف نہیں کر لیتا
اور کسی کام میں مشغول نہیں ہوتا بعد ازاں خواجہ ذوالنون مصری کے انتقال کی حکایت
بیان شروع کی کہ ایک روز خواجہ اپنے یاران کے ساتہ تشریف رکہتے تہے اور اولیا
اللہ کے انتقال فرمانے کا ذکر ہو رہا تہا کہ ایک شخص سبز لباس پہنے ہوئے اور ایک
سیب ہاتہہ میں لیے ہوئے آیا نہایت خوبرو اور نیک سیرت فرمان ہوا کہ بیٹھ جاؤ
اور خواجہ ذوالنون مصری ہر بار اس شخص سے فرماتے تھے کہ خوب آئے اور بہت
اچھے آئے پہر وہ سیب اس شخص نے خواجہ کو دیا خواجہ نے اس سیب کو دونوں
ہاتھوں میں لیکر تبسم کیا اور فرمایا کہ آپ تشریف لے جائیے جب وہ چلا گیا
تو خواجہ نے لوگوں کو بھی معذرت کے ساتہ رخصت کیا پھر قبلہ رو ہو کر قرآن
شریف پڑہنا شروع کیا جب ختم کر چکے تو اس سیب کو سونگھا اور جان بحق تسلیم
کی بعد ازاں جب خواجہ کا جنازہ مسجد کے آگے لائے نماز کا وقت تہا اور مؤذن
اذان کہہ رہا تھا جب اس نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ خواجہ نے کفن سے
ہاتہہ باہر نکالے اور انگشت شہادت کہڑی کر کے فرمایا اشہد ان محمد رسول اللہ
ہر چند لوگوں نے چاہا کہ انگلی کو نیچا کریں مگر نہ ہو سکی اور آواز آئی کہ اے
مسلمانو جو انگلی ذوالنون نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر اٹھائی
ہے وہ اس وقت تک نیچے نہ ہوگی جبتک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

ہاتھ اسی نہ پکڑے گا۔ بعد ازاں شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ نے یہ مثنوی پڑہی اور خوب روئے

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند | کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

بعد ازاں فرمایا کہ جب خواجہ سہیل بن عبد اللہ تستری کا انتقال ہوا اور آپ کا جنازہ لیکر باہر آئے تو شہر تستر کے یہودی جو از حد سنگ تھے اُن کا سردار برہنہ پا حاضر ہُوا اور کہا جنازہ کو نیچے اُتارو کہ میں مسلمان ہوتا ہوں جب جنازہ نیچے اُتارا تو یہ یہودی جنازہ کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے خواجہ مجھکو کلمہ تلقین کرو تاکہ میں مسلمان ہوں اور اس سردار کے ساتھ اسکی قوم کے ہزار آدمی اُسوقت موجود تھے اس کے یہ کلمہ سنتے ہی خواجہ نے کفن سے ہاتھ نکالے اور آنکھیں کھول کر کہا کہ کہہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ یہ کہکر پھر کفن کے اندر ہاتھ کر لیے اور آنکھیں بند کر لیں لوگوں نے اس یہودی سے پُوچھا کہ تو نے کیا بُرہان دیکھی جو مسلمان ہوا اس نے کہا جسوقت تم لوگ یہ جنازہ لیکر باہر آئے ہو میں نے آسمان میں ایک سخت آواز سنی اور اپنے دل میں کہا کہ یہ کیسی آواز ہے پھر میں نے آسمان کیطرف نظر کی تو دیکھا کہ فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ہیں اور ہاتھوں میں اُن کے نور کے طبق ہیں خواجہ کے جنازہ پر آتے ہیں اور اس نور کو نثار کرتے ہیں میں نے کہا کہ اللہ اکبر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین میں ایسے لوگ ہیں اور اسی سبب سے میں مسلمان ہو گیا پھر شیخ الاسلام نے چشم پُر آب کی اور عالم تفکر میں ہو گئے اور یہ مثنوی پڑہی ؎

در کوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند | کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت شیخ علی مکی نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ عرش کو سر پر رکھکر لیجا رہے ہیں جب دن ہُوا تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ خواب کس شخص سے بیان کرنا چاہیے جو اسکی تعبیر دے آخر کہا کہ حضرت بایزید بسطامی کے پاس چلنا

کہ اُن کے سوا اور کوئی شخص اس کام کا نہیں ہے۔ فرماتے ہیں جب میں گھر سے باہر نکلا
تو دیکھا کہ تمام شہر بسطام میں ایک شور و غوغا برپا ہے میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ حضرت بایزید کا انتقال ہو گیا شیخ علی نے یہ سنکر ایک نعرہ مارا اور روتے ہوئے
روانہ ہوئے جب حضرت بایزید کے جنازہ کے پاس پہونچے تو دیکھا کہ جنازہ کو لوگ
باہر لا رہے ہیں شیخ علی نے بڑی مشقت اور دشواری سے کیونکہ لوگوں کی بے حد
کثرت تھی حضرت بایزید کے جنازہ کو کندھا دیا اور دل میں کہا کہ میرے خواب
کی تعبیر پوری ہو گئی خواجہ بایزید کا جنازہ ہی خدا کا عرش ہے جسکو تو سر پر رکھے
ہوئے لیجا رہا ہے۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ تیس سال دُعا گو عالم مجاہدہ
میں رہا ہے نہ دن کی خبر تھی نہ رات کی نماز پڑھ لیتا تھا اور پھر اسی عالم میں مشغول
ہو جاتا تھا۔ پھر فرمایا کہ جس روز حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی نے رحلت
فرمائی ہے اُس روز آپ کا جسم نہایت مضمحل تھا اور آپ منتظر بیٹھے تھے کہ ایک شخص
ہاتھ میں حریری کاغذ لیے ہوئے آیا جس میں اسم اللہ لکھا تھا اُس شخص نے سلام
کرکے وہ کاغذ حضرت خواجہ کو دیا۔ آپ نے ہاتھ میں لیکر اُس کا مطالعہ کیا۔ اور
نام اللہ پر آنکھیں رکھ کر جان بحق تسلیم کی۔ ایک شور عالم میں برپا ہوا کہ خواجہ قطب الدین
نے رحلت فرمائی الغرض جب غسل دے کر جنازہ تیار کیا تو کسی کی مجال نہ ہوئی کہ جنازہ
کو اُٹھا سکے سب لوگ حیرت میں تھے کہ ایک سخت آواز آنی شروع ہوئی لوگ پس و پیش
ہوئے پھر نماز جنازہ پڑھی اور جنازہ کے اُٹھانے کا قصد کیا کہ جنازہ خود بخود ہوا میں
معلق روانہ ہوا اور لوگ پیچھے پیچھے تھے اور جسقدر کفار اور غیر مذاہب کے لوگ تھے سب مسلمان
ہو گئے اُن سے دریافت کیا کہ تم نے کیا برہان دیکھی جو اسلام اختیار کیا کہنے
لگے کہ ہم نے دیکھا خواجہ کا جنازہ فرشتے سر پر رکھے ہوئے لیجا رہے ہیں جب شیخ الاسلام
نے یہ حکایت تمام کی ایک نعرہ مارا اور بے ہوش ہو گئے پھر ہوش میں آ کر یہ تنوطی[illegible]

در کوئے تو عاشقان چناں جاں بدہند ‌ ‌ ‌ ‌ کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

حضرت خواجہ انہیں فوائد کے فرمانے میں مشغول تھے کہ نماز کی اذان ہوئی شیخ الاسلام قدس اللہ سرہٗ نماز میں مشغول ہوئے اور خلق دُعا گو واپس۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

تاریخ دوم ماہ مبارک ربیع الاول شریف ۶۵۶ھ

دولت قدمبوسی میسر آئی اس بندہ کو خلعت خاص کے ساتھ مشرف فرمایا عزیزان اہل صفہ حاضر تھے۔ لفظ مبارک سے ارشاد کیا کہ مولٰنا نظام الدین کو میں نے ہندوستان کی ولایت دی اور صاحبِ سجادہ بنایا اِس ارشاد پر بندہ نے دوبارہ قدمبوسی کی فرمان ہوا کہ اے جہانگیر عالم سر اُٹھا اور فوراً ہی حضرت شیخ قطب الدین کی دستار جو اپنے سر پر باندھے ہوئے تھے عطا کی اور عصا ہاتھ میں دیا اور اپنے دستِ مبارک سے خرقہ پہنایا اور فرمایا کہ جاؤ دوگانہ ادا کرو میں جب قبلہ رُو ہوا تو میرے ہاتھ پکڑ کر آسمان کیطرف نظر کی اور فرمایا کہ میں نے تم کو خدا سے سپرد کیا پھر فرمایا کہ یہ سب چیزیں میں تم کو اس سبب سے دیتا ہوں کہ تم آخری وقت میرے پاس ہوگے اور یہ بھی فرمایا کہ میں بھی اپنے مرشد حضرت شیخ قطب الدین کے وصال کیوقت حاضر نہ تھا اُسوقت میں ہانسی میں تھا الغرض اِس کے بعد مولٰنا بدر الدین اسحٰق کو حکم دیا کہ سند تحریر کریں پھر جب سند مجھکو مل گئی تو میرا سر پہلو میں لیکر فرمایا کہ میں نے تم کو خدا تک پہونچا دیا پھر فرمایا کہ شیخ جمال الدین کو نہ دیکھوگے پھر فرمایا کہ آج جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عُرس کا روز ہے ٹھہر جاؤ کل رخصت ہونا پھر اِسی موقعہ پر فرمایا کہ حضرت امام شافعی نے اپنی کتاب کفایہ میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی صحیح روایت سے نقل کیا ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

نے دوسری تاریخ ربیع الاول کو انتقال فرمایا تھا۔ اور دو روز معجزہ کے سبب سے جسم مبارک
کو دفن نہ کیا گیا تھا۔ جسد اقدس سے ایسی خوشبو آرہی تھی کہ گویا تمام عالم کے عطریات
اُس کے اندر بھر گئے ہیں اور جو خوشبو کہ بحالت حیات حضور انور سے آتی تھی اُس
میں ذرہ برابر فرق نہ ہُوا تھا چنانچہ اس کے مشاہدہ سے اُس روز کئی ہزار یہودی
مسلمان ہوئے پس اس معجزہ کے سبب سے دو روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو
رکھا گیا تھا پھر اس کے بعد فرمایا آپ کی نو بیبیاں تھیں ہر بی بی نے ایک ایک
روز کھانا تقسیم کیا اور بارھویں تاریخ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
اسقدر کھانا تقسیم کیا کہ مدینہ میں کوئی شخص محروم نہ رہا اور یہی وجہ ہے کہ بارھویں
تاریخ حضور کے عرس کی مسلمانوں میں مشہور ہو گئی مگر صحیح روایت کے موافق
وصال حضور کا دوسری تاریخ ہی کو ہوا ہے۔ پھر اسی محل میں فرمایا کہ جب
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت زیادہ ہُوئی تو آپ تین روز
مسجد میں تشریف نہ لا سکے تیسرے روز بلال نے حجرہ شریف کے دروازہ
پر جا کر عرض کیا کہ الصّلوٰۃ یا رسول اللہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھے
اور فرمایا کہ بلال سے کہو کہ ابو بکر اور عمر آئیں تا کہ ہم مسجد میں چلیں ابو بکر اور
عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین حاضر ہوئے اور حضور اقدس اِن کے
کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں تشریف لائے اور چاہا کہ امامت کریں۔ مگر
طاقت نہ تھی۔ ابو بکر کا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا مسلمانوں نے یہ حال دیکھکر
ایک نعرہ مارا اور قریب تھا کہ اُن کا زہرہ آب ہو جائے۔ الغرض رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم واپس حجرہ میں تشریف لائے اور سیاہ کمبل اوڑھ کر لیٹ
رہے تھوڑی دیر کے بعد ایک اعرابی دروازہ پر حاضر ہُوا اور کواڑوں پر ہاتھ
مارا جس سے تمام در و دیوار میں لرزہ ہو گیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دروازہ

تشریف لائیں اور فرمایا کہ یہ موقعہ (گفتگو وغیرہ کا) نہیں ہے ہر چند کہ حضرت فاطمہ
اس سے معذرت کرتی تہیں مگر وہ کچھ نہ سنتا تہا آخر یہ آواز حضور اقدس کے گوش گذار
ہوئی۔ حضرت فاطمہ کو بلاکر فرمایا کہ اے جان پدر یہ عزیز اعرابی نہیں ہے بلکہ
یہ وہ شخص ہے کہ اگر تم دروازہ بند کردوگی تو دیواریں سے چلا آئے گا یہ وہ شخص
ہے جو فرزندوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ کرتا ہے تمہارے باپ کی حرمت
اس نے نگاہ رکہی ہے جو اجازت چاہتا ہے اسکو بلاؤ تاکہ یہ جس حکم کے
واسطے آیا ہے اُسکو جاری کرے حجرہ میں سے ایک نعرہ بلند ہوا اور ملک الموت
اندر آئے اور قدمبوس ہوئے فرمان ہوا کہ بیٹھ جاؤ بیٹھ گئے حضور نے فرمایا کہ کس کام
کو آئے ہو عرض کیا کہ حضور کی زیارت کا مجھکو حکم ہوا مگر ساتھ ہی یہ بھی تاکید کیگئی
کہ جبتک اجازت نہ ملے اندر نہ جانا اور یہ عرض کرنا کہ اگر حضور تشریف لے
چلنا چاہیں تو میں روح قبض کروں ورنہ واپس چلا جاؤں حضور نے فرمایا اتنی دیر ٹہیرو
کہ جبرئیل آجائیں اسیوقت جبرئیل بہی حاضر ہوئے حضور نے فرمایا کہ یا اخی کیف
حالک عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرشتے آسمانوں میں نور کے طباق لیے ہوئے آپ کی
جان پاک کے منتظر ہیں آسمان اور بہشت کے دروازہ کہول دیے گئے ہیں انبیاء
علیہم السلام کی روحیں آپ کے استقبال کے لیے کہڑی ہیں حوران بہشتی مشتاق
دیدار ہیں رضوان نے جنت آراستہ کی ہے تاکہ آپ تشریف لائیں حضور نے
فرمایا اے اخی جبرئیل میں یہ دریافت نہیں کرتا بلکہ تم یہ بتاؤ کہ میرے بعد میری امت
کا کیا حال ہوگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خداوند تعالے
فرماتا ہے کہ تم اپنی امت کو میرے سپرد کردو تاکہ قیامت کے روز میں ان کو تمہیں
ویسا ہی واپس کردوں جیسی کہ وہ تمہاری زندگی میں تہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ہاں بس میرا مقصود یہی ہے پہر حضور نے ملک الموت کو حکم دیا کہ اب

تم اپنا کام شروع کر دیو یہ حکم ملتے ہی ملک الموت نے اپنا ہاتھ حضور کے پائے مبارک
پر رکھا اور ہاتھ پیر کے اندر اتر گیا پھر ملک الموت نے روح مبارک قبض کی حضور
نے پانی کا ایک پیالہ بھروا کر پاس رکھ لیا تھا اور بار بار ہاتھ اس میں تر کر کے سینہ پر
ملتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیَّ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ یعنے اے
خدا جان کندنی کی تلخی مجھ پر آسان کر پھر جب روح حلق مبارک میں پہونچی
تو آپ نے ہونٹ ہلائے حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ میں نے کان لگائے تو سنا
کہ فرماتے ہیں اے خدا محمد کے جان دینے کی طفیل میری امت پر رحمت فرما
اور آخری وقت تک یہی فرماتے رہے جب شیخ الاسلام نے یہ حکایت
تمام کی جملہ حاضرین مجلس سے ایک نعرہ بلند ہوا۔ شیخ الاسلام بے ہوش
ہو گئے پھر جب ہوش میں آئے تو دعا گو کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جن کے
واسطے تمام عالم پیدا کیا انہیں کو جب عالم میں نہ رکھا تو پھر میں اور تم کون
ہیں کہ زندگی کا دم بھریں پس ہم بھی اپنے آپ کو رفتگان میں شمار کرتے
ہیں مگر زاد راحلہ کا فکر کرنا بہت ضروری ہے غفلت اور گفتگو میں وقت
کھونا نہ چاہیئے تاکہ کل قیامت کے روز شرمندہ نہ ہوں جب شیخ الاسلام
نے یہ کلام ختم فرمایا شمس دبیر خدمت میں حاضر تھے قدموس ہو کر بولے کہ مولانا
نظامی کی ایک نظم دستیاب ہوئی ہے حکم ہو تو عرض کروں فرمان ہوا کہ
پڑھو جب شمس دبیر نے نظم پڑھی تو گویا شیخ الاسلام میں جان آگئی ایک
پہر حال میں رہے یہ وقت نہایت راحت کا تھا اور اسی روز یاران خاص
شمس دبیر کو عطا ہوا اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام تلاوت میں مشغول
ہوئے اور یہاں کے حاضر باش بندگان سے میں نے سنا ہے کہ پھر وقت
انتقال تک حضرت شیخ الاسلام کسی کے ساتھ مل کر نہیں بیٹھے۔ صرف مشغولی

حق میں مصروف رہے واللہ اعلم شمس دبیر نے جو نظم پڑھی وہ یہ ہے۔

نظم

جہاں چیست بگذر ز نیرنگ او
رہائے بچنگ آر از چنگ او

مقیمے نہ بینی دریں باغ کس
تماشا کند ہر یکے یک نفس

دریں چارسو ہیچ بیگانہ نیست
کہ کیسہ بہر مرد خود کامہ نیست

درو ہر شمے تو برے میرسد
یکے میرود دیگرے میرسد

جہاں گرچہ آرام گاہے خوش است
شتابندہ را نعل در آتش است

دو در دارد ایں باغ آراستہ
درو بند ایں ہر دو برخواستہ

در آ از درے باغ بنگر تمام
ز دیگر در باغ بیروں خرام

اگر زیرکی با گلے خو مگیر
کہ باشد بجا ماندنش ناگزیر

دریں دم کہ داری بشادی بسیچ
کہ آیندہ در زیر ہیبت و پیچ

یکے برادر آرد بہ ہنگامہ تیز
دگر را ز ہنگامہ گوید کہ خیز

نظامیؔ سبکبار یاراں شدند
تو ماندی بغم غمگساراں شدند

شواہد نظامی

اس کے مضامین کی نسبت امرتسر کا مشہور معروف اخبار وکیل رقمطراز ہے کہ یہ کتاب سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کی مفصل و مکمل لائف ہے جس میں آپ کی مبارک زندگی کے پورے حالات درج کیئے گئے ہیں اس کے پڑھنے سے اگلے بزرگوں کے دینی و دنیاوی مشاغل کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ دنیاوی حشمت کے باوجود وہ کس طرح خدا کی یاد میں منہمک تھے اول بتایا گیا ہے کہ آپ کے اجداد کس طرح ہندوستان میں آئے۔ پھر آپ کی پیدائش اور تعلیم و تربیت کا ذکر ہے۔ پڑھکر حیرت ہوگی۔ کہ اس یتیم ہونہار کو والدہ صاحبہ نے اس عمدگی سے لکھایا پڑھایا کہ جو آجکل کے مردوں سے بھی ممکن نہیں بدایوں سے دہلی جانا اور پاکپتن شریف میں حاضر ہو کر بابا فریدالدین گنجشکرؒ سے بیعت ہونا۔ پھر خلافت پانا۔ اور ولایت دہلی پر مقرر ہو کر واپس آنا۔ خوب وضاحت سے لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد فتوح اور خلقت کی رجوعیت اور آپ کے ابتدائی خیالات کا بیان ہے شاہان دہلی کی عقیدت اور امرائے سلطنت کی گرویدگی اور آپ کا برتاؤ قابل دید تذکرہ ہے سلطان قطب الدین خلجی کے قتل کی جسپر یورپین مورخوں کو خیال ہو گیا ہے کہ آپ کی سازش سے ہوا اصل حقیقت اور شرح واقعہ اسی طرح سلطان غیاث الدین تغلق کی مخاصمت اور موت کا تاریخی قصہ اور اس کی اصلیت ظاہر کی گئی ہے۔ آپ کے ذکر کے علاوہ اُن ان بزرگوں کے مختصر و مجمل حالات ہیں جو آپ کے مشائخ یا مریدین یا ہمعصر تھے۔ آپ کے خاص اعمال و وظائف کی بھی معقول مقدار شامل کی گئی ہے۔ غرضکہ واقعات اور نفس مضمون کے لحاظ سے یہ ایک مفید اور جامع کتاب ہے +

قیمت علاوہ محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ)

منیجر رسالہ نظام المشائخ و درویش پریس ایجنسی دہلی سے طلب فرمایئے